# 36۔ چیختی روحیں

## ابن صفی

جولیانا فٹز واٹر نے ایک طویل انگڑائی لی اور اٹھ کر اس کمرے کی طرف چل پڑی جہاں لڑی اور رابرٹو تھے۔

وہ ایک تھکا دینے والا دن تھا، جو جنگلوں کے پیچھے غروب ہونے والے سورج کے ساتھ دم توڑ رہا تھا اور جولیا سوچ رہی تھی کہ رات شائد اس سے بھی زیادہ تھکا دینے والی ہوگی۔۔ جب کوئی کام نہ ہو تو اضطراب ہی اس طرح تھکا دیتا ہے جیسے کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا پڑا ہو۔

اکیلے جولیا ہی نہیں سبھی مضطرب تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رات کس طرح گزری گی۔ دن تو اس طرح گزرا تھا کہ وہ ہر لحظہ عمران کی واپسی کے منتظر رہے تھے یا کسی بہت بڑے حادثے کے۔

بالی وغیرہ کے غائب ہو جانے کے بعد بھی ان لوگوں کا اسی عمارت میں مقیم رہنا ہر ایک کے لیے بہت بڑی الجھن بن گیا تھا۔

عمران آخر کیا چاہتا ہے؟

"میں پوچھتی ہوں آخر بونا کیا چاہتا ہے؟" جولیا نے رابرٹو سے پوچھا۔

"وہ اپنے دشمنوں کو اسی طرح پاگل بنا دیتا ہے۔" رابرٹو نے کہا۔ "اب یہی دیکھو کہ ہمیں اس طرح جال میں پھانسا اور وہاں سے نکال لایا۔ اب وہ چاہتا ہے کہ ہم پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگیں۔"

"یعنی بس اتنا ہی مقصد ہے۔"

"یقیناً۔"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی۔ جو لوگ ہماری قید سے نکل سکتے ہیں۔ وہ پچھلی رات ہمیں قتل بھی کر سکتے تھے۔ بالی اور اس کے ساتھیوں نے آزاد ہونے کے بعد ہم پر حملہ کیوں نہیں کیا؟"

"بونا کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ میں پھر دہراؤں گا۔"

"ہمارا وہ سارا سامان بھی موجود ہے جو ساحل پر رہ گیا تھا۔ ظاہر ہے وہی لوگ اسے یہاں لائے ہوں گے۔"

"ہاں ہاں۔۔، پہلے بھی تو عمران اور صفدر بونا کی قید میں رہ چکے ہیں۔ کیا اس نے انہیں مار ڈالا تھا۔۔۔؟ اور وہ تو صرف کام لیا جاتا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے معمولی مزدوروں کی طرح پتھر ڈھلوائے ہیں۔ تمہیں سن کر حیرت ہو گی کہ اس کے مزدوروں میں کئی بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔ یونیورسٹی کے پروفیسر۔۔۔ اعلیٰ درجہ کے جرنلسٹ اور حساب دان۔۔"

"بہر حال اس نے انہیں زندہ رکھ کر کسی نہ کسی قسم کا فائدہ اٹھایا تھا۔" جولیا نے کہا۔

"ختم کرو۔۔۔" رابرٹو اپنے گلاس میں رم انڈیلتا ہوا بولا۔ "جو کچھ بھی ہے سامنے آ جائے گا۔"

جولیا کی الجھن اور بڑھ گئی۔ عمران صبح ہی سے غائب تھا لیکن اس نے انہیں تاکید کی تھی کہ وہ عمارت ہی تک محدود رہیں۔ ابھی اس کی اس تجویز پر عمل کیا گیا تھا کہ وہ بونا کے ان آدمیوں کے میک اپ میں آ جائیں جو انہیں اس عمارت تک لائے تھے۔

عمران ایک جہازی مزدور کے حلیے میں باہر گیا تھا۔

"وہ ضرور ٹھوکر کھائے گا۔" رابرٹو دو تین گھونٹ لینے کے بعد بولا۔

"کیا تم عمران کے بارے میں کہہ رہے ہو۔۔؟" جولیا نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں میں اسی کے لیے کہہ رہا ہوں۔"

"آج تک کسی نے بھی اسے ٹھوکر کھاتے نہیں دیکھا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ وہ صرف ٹھوکر لگانے کے لیے پیدا ہوا ہے۔۔ کیا سمجھے۔۔"

جولیا نے اس کی آنکھوں میں حقارت آمیز تمسخر دیکھا اور اس کی جھنجھلاہٹ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی لیکن وہ اس نامعقول آدمی سے بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"یہ جزیرہ۔۔۔" رابرٹو شراب کا گلاس میز پر رکھتا ہوا بولا۔۔ "ویسا نہیں ہے جیسے ہمارا تھا۔ یہاں بوغا کے آدمیوں کو چھپ کر کام کرنا پڑتا ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ لوگ اپنی رائفلیں لانچ ہی میں کیوں چھپا آتے۔"

"عمران پہلے ہی اس مسئلے پر غور کر چکا ہے۔" جولیا بیزاری سے بولی۔

"اس لیے وہ کوئی بڑا تیر مار کر واپس آئے گا۔"

"اسی کے منتظر رہو۔۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کمرے سے چلی آئی۔

ایک کمرے میں جوزف، صفدر اور چوہان اونگھ رہے تھے۔ جوزف صبح سے ہی پیتا رہا تھا۔ اس انداز میں جیسے وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو۔

جولیا کی آہٹ پر وہ چونک پڑے۔

"کوئی خبر۔" صفدر نے پوچھا۔

"عمران ابھی تک واپس نہیں آیا۔" جولیا نے کہا۔ اس کی آواز سن کر جوزف بھی بیدار ہو گیا۔

"اس نے تاکید کی تھی کہ کوئی اس کی عدم موجودگی میں باہر نہ نکلے ورنہ میں دیکھتا۔" صفدر بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بوغا کیا چاہتا ہے۔"

"جب تک وہ تینوں بیرل لبریز ہے مسی۔۔" جوزف پلکیں جھپکا کر بولا۔۔ "وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔۔۔ تم جا کر آرام کرو۔"

"شش۔۔۔۔ خاموش رہو۔۔۔" صفدر بولا۔ پھر جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو میں یقینی طور پر باہر نکلوں گا۔۔"

"رابرٹو کیا کہتا ہے؟" چوہان نے پوچھا۔

"اسے جہنم میں جھونکو۔۔" جولیا برا سا منہ بنا کر بولی۔ "وہ نہیں سمجھتا کہ یہ بلائیں اسی کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔۔"

"عمران تو خود ہی ان بلاؤں کا متلاشی تھا"

"لیکن رابرٹو کے بغیر حالات کا رخ کچھ اور ہوتا۔"

"مطلب یہ ہے کہ خود ان کا سفر کرنا اس صورت میں ضروری نہ ہوتا۔۔" صفدر چوہان کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

"فضول نہ بکو۔۔، میں اپنے لیے نہیں کہہ رہی۔۔" جولیا جھلا گئی اور اسے وہاں سے بھی چلا آنا پڑا۔

لیکن جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچی غصہ ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ عمران ایک آرام دہ کرسی میں نیم دراز کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم کب واپس آئے۔۔؟" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی۔۔" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ اس کے چہرے سے افسردگی ظاہر ہو رہی تھی۔

"کیوں۔۔۔ کیا بات ہے۔۔؟' جولیا نے حیرت سے کہا۔ "تم اتنے بجھے بجھے سے کیوں ہو۔"

جواب میں عمران نے صرف ایک ٹھنڈی سی سانس لی اور منہ چلانے لگا۔ اس کے جسم پر اب بھی جہازی مزدوروں کا سا لباس تھا۔

جولیا اسے گھورتی رہی۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس سے پوچھا۔ "تمہاری فرانسیسی کیسی ہے؟"

"کیوں۔۔؟ میں بغیر ہچکچاہٹ کے بول سکتی ہوں۔۔"

"یہ بڑا بارونق جزیرہ ہے۔۔ نام ہے۔۔۔ لاتوشے۔۔۔ ایک چھوٹی سی تفریح گاہ سمجھ لو۔ آس پاس کے سیاح بکثرت آتے ہیں لیکن جس عمارت میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ یہاں اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جاتی۔ حالانکہ یہ ایک پادری کا مسکن ہے جو فادر اسمتھ کے نام سے مشہور ہے۔ ہال میں جو بڑی تصویر ہے میرا خیال ہے کہ اسی فادر اسمتھ کی ہو سکتی ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ہولی فادر آسمان پر اٹھا لئے گئے یا چھٹی پر ہیں۔"

"سر پیر بھی ہے اس گفتگو کا۔۔"

عمران پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں کوئی راہ نظر نہیں آ رہی۔۔" جولیا نے کچھ دیر بعد کہا۔

"سنو۔۔" عمران نے انگلی اٹھا کر اس طرح بولا جیسے جولیا کی بات سنی ہی نہ ہو۔۔ "اس جزیرے میں قیام کرنا اتنا

دشوار نہیں ہے جتنا یہاں سے نکل جانا۔۔ بندرگاہ سے نکل آنے کے بعد پھر کوئی نہیں پوچھتا خواہ تم ساری زندگی یہیں گزار دو۔۔ "

" البتہ بندرگاہ پر بہت سخت قسم کی چیکنگ ہوتی ہے۔۔ "

" تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ "

" یہی کہ۔۔۔ ہم سبھوں کا اسی عمارت میں پڑے رہنا بھی ضروری نہیں ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ ہوٹلوں میں بھی قیام کر سکتے ہیں۔ "

" ہم غالباً وہاں مفت رہ سکیں گے؟ " جولیا کا لہجہ طنزیہ تھا۔

" آہاں۔۔ تمہیں مقامی کرنسی کی فکر ہے۔ " عمران مسکرایا۔ " کیا تم نے وہ تجوری نہیں دیکھی جس میں فرانسسی کرنسی کے ڈھیر ہیں۔۔ "

خوش آمدید
پروایکٹیوز پروڈکشن

" نہیں میں نے تو نہیں دیکھی۔ " جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

" ہے ایک کمرے میں۔۔۔ جسے خوابگاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔ "

" لیکن وہ کرنسی نہیں لے گئے؟ "

" اگر لے جاتے تو میں انہیں پرلے درجے کا گدھا سمجھتا۔ "

" کیوں؟ "

" ارے پھر ہمارا کام کیسے چلتا۔ "

" خدا کے لیے مجھے ایک بات بتا دو۔ "

"ہوں۔۔۔؟ عمران نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

" بوغا کیا چاہتا ہے؟ "

" فی الحال ہماری موت کے علاوہ وہ اور سب کچھ چاہتا ہے۔ "

" تم کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچے؟ "

" قطعی نہیں۔۔ " عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ " ذہن کو الجھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ بس یہ سمجھ لو کہ ہم تبدیلی

آب وہوا کے لیے یہاں آئے ہیں۔۔ حالانکہ ہر قسم کی آب وہوا خود ہمارے ملک میں بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی آب وہوا زرمبادلہ کی ایک پائی بھی صرف کئے بغیر نصیب ہوتی ہیں اس لیے مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔"

"تم دیوانے ہو۔"

"اور تمہارے لیے مشورہ ہے کہ تم اس جزیرے کی گلی کوچوں میں گاتی پھرو۔ کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو۔۔"

جولیا دانت پیس کر خاموش ہوگئی۔

عمران اٹھ کر چلا گیا۔ جولیا چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کی الجھن رفع ہو چکی تھی اور اب اسے محسوس ہوا کہ اس الجھن کی وجہ عمران کی عدم موجودگی ہی تھی۔ پھر نہ جانے کیوں وہ اس احساس کے ساتھ دوبارہ جھلاہٹ میں مبتلا ہوگئی۔ وہ آرام وہ کرسی میں پڑی بور ہوتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد عمران پھر واپس آیا۔

"رابرٹو۔۔۔ لزی۔۔۔ اور چوہان یہیں پر رہیں گے۔۔" اس نے کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔۔۔ وہ ظاہر کر رہی تھی جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔ اتنے میں صفدر بھی کمرے میں داخل ہوا۔

رابرٹو یہاں نہیں رہنا چاہتا۔" اس نے کہا۔

"تو اس سے کہہ دو۔۔۔۔ جہنم میں جائے۔۔" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ پھر پوچھا۔۔۔ "تجوری کی کنجی تمہارے ہی پاس ہے نا۔۔؟"

"ہاں میرے ہی پاس ہے اس نے آپ کی تجویز سن کر کنجی کا مطالبہ کیا تھا۔"

" کنجی اسے مت دینا۔۔" عمران نے کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا وہ اس پر آمادہ نہیں ہے کہ پادری اسمتھ کی حیثیت سے یہاں قیام کرے۔"

"قدرتی بات ہے۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا "مقصد معلوم ہوئے بغیر کوئی بھی کسی کام پر تیار نہیں ہو سکتا۔"

"مقصد کے لیے اب شائد مجھے کتوں کی طرح بھونکنا پڑے گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "فی الحال اس کا یہی

مقصد ہے کہ بوغا یہی چاہتا ہے اور ہمارے لیے بھی اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔"

"وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے آدمیوں کے بھیس میں اس عمارت میں رہیں؟"

"قطعی یہی چاہتا ہے۔ کیوں چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دیر تک اندھیرے میں رہوں۔ جلدی کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہی کیا جائے جو بوغا چاہتا ہے۔"

"کیا اسے بھی یقین ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے تم وہی کرو گے؟"

"نہ کرنے کی صورت میں ہمارے لیے دوسری کون سی راہ ہوگی؟ مس عقلمند۔۔" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

لیکن جولیا فوری طور پر کوئی جواب نہ دے سکی۔

"کیا تم یہ کہتی پھرو گی کہ تم کون ہو۔۔ یا رابرٹو ہی خود کو رابرٹو ظاہر کرنے کی ہمت کر سکے گا۔ یہ نہ بھولو آج یورپ کی پولیس اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھے گی۔ نہ ہم اپنی اصلیت ظاہر کرنے کی حماقت کر سکتے ہیں اور نہ رابرٹو ہی پھانسی کا پھندا منتخب کرے گا۔ فی الحال وہ صرف بوکھلایا ہوا ہے اور اگر اسے مرنا ہی ہے تو ہم کس طرح روک سکیں گے۔"

"تم اتنی بے دردی سے اس کے متعلق کہہ رہے ہو؟"

"ہاں۔۔۔ اب اس کی ذات سے میری دلچسپی ختم ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے میں نے اسے صرف اس نیت سے روکا تھا کہ بوغا کی تلاش میں وہ ایک اچھا مددگار ثابت ہوگا۔ لیکن بوغا نے خود ہی مجھے اپنی راہ پر لگا لیا ہے۔ پھر اب میں کسی چڑچڑے مرغ کا بار کیوں اٹھائے پھروں؟"

"یہ تو کھلی ہوئی خود غرضی ہے۔'

"اے کیا تم میری بیوی ہو؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"کیا بکواس ہے؟"

"نہیں تم ایسی ہی باتیں کر رہی ہو جیسے ہم یہاں ہنی مون منانے آئے ہوں۔" عمران بولا "خود غرضی اور بے غرضی کے قصے نکال بیٹھی ہو۔ کیا تمہیں اخلاقیات کا پرچار کرنے کی تنخواہ ملتی ہے؟"

جولیا چڑ گئی تھی اور اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

عمران صفدر کو آنکھ مار کر مسکرایا پھر بولا "عورت کبھی راہ راست پر نہیں آئے گی خواہ اس کے مونچھیں ہی کیوں نہ اگ آئیں۔"

"اس مسئلے پر تو مجھے بھی غور کرنا پڑے گا کہ رابرٹو کو بے سہارا کیوں چھوڑ دیا جائے۔" صفدر نے کہا۔

"ہونٹوں پر سرخی اور گالوں پر غازہ لگا کر سوچنا۔ اگر سوچتے وقت ناک پر انگلی بھی رہے تو ہاضمہ نہ خراب ہو گا۔"

صفدر ہنس پڑا اور عمران نے سنجیدگی سے کہا "تم نے محسوس نہیں کیا کہ وہ اب ہر بات پر میری مخالفت کرنے لگا ہے۔ اسی چیز سے فائدہ اٹھانے کے لیے میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ یہیں ٹھہرے اور ہم لوگ کسی ہوٹل میں قیام کریں۔"

"اوہ۔۔۔ تو آپ خود ہی اسے باہر بھیجنا چاہتے ہیں۔ الگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"قطعی۔۔۔ تم لوگ بہت دیر میں سمجھتے ہو۔"

"آخر کیوں؟"

"بس دیکھتے جاؤ۔ وہ خوشی سے باہر جا رہا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمارا وفادار رہے گا۔ لہذا کیوں نہ اسی اسٹیج پر اس کا بھی امتحان کر لیا جائے۔"

"تو یہ بات آپ صرف مجھے ہی بتا رہے ہیں۔"

"قطعی۔۔۔ کسی تیسرے کو اس کا علم نہیں ہونا چاہیے۔"

صفدر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راہداری میں سے قدموں کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے میں رابرٹو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور نتھنے پھول پچک رہے تھے۔

"تم مجھے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو؟" وہ ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

"نہیں۔۔۔ دنبہ۔۔۔ بکرے مجھے پسند نہیں ہیں۔" عمران بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "کیونکہ ان کے جگالی کرنے کے انداز میں بڑا گھریلو پن پایا جاتا ہے۔"

"میں یہاں نہیں رہوں گا۔ تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔"

"کیوں شامت آئی ہے رابرٹو؟ کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے۔"

"میں تم لوگوں سے الگ رہ کر تم پر اعتماد کر سکتا ہوں۔"

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے اس تجوری سے کچھ رقم چاہیے۔۔"

"صفدر یہ جو کچھ بھی مانگے اسے دے دو۔ "عمران نے صفدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

رابرٹو تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا۔ پھر صفدر کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

*-------*-------*-------*

دوسری صبح جولیا کو اس بات پر تاؤ آ رہا تھا کہ اسکیم کے خلاف رابرٹو اور لزی تو باہر چلے گئے تھے اور وہ لوگ ابھی تک وہیں مقیم تھے۔ کچھ دیر بعد اسے معلوم ہوا کہ چوہان بھی غائب ہے اور ایک بار پھر وہ عمران پر برس پڑی۔ کہنے کی بات بھی تھی۔ یوں بھی کیا۔۔ خود ہی اسکیم بنائی تھی اور اب وہ اس طرح ختم ہو گئی تھی جیسے موجودہ صورت حال اصل اسکیم ہی کا نتیجہ رہی ہو۔ عمران خاموشی سے اس کی بک جھک سنتا رہا۔ پھر بڑی سنجیدگی سے بولا "تم بے حد حسین ہو۔ میں پچھلی رات پونے تین گھنٹے تک صرف تمہارے متعلق سوچتا رہا تھا۔"

"مت بکواس کرو۔۔ "جولیا دہاڑی۔

"اچھا تم بہت بدصورت ہو۔۔۔ میں تمہارے متعلق پونے تین منٹ بھی کچھ نہیں سوچ سکتا۔۔"

"میری بات کا جواب دو۔۔ میں قیدیوں کی سی زندگی نہیں بسر کر سکتی۔ میں باہر جاؤں گی۔"

"اور ساتھ ہی فرانسیسی کرنسی کا بھی مطالبہ کرو گی۔۔۔ کیوں؟"

"ظاہر ہے۔۔۔ "جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

"تجوری کی کنجی میری جیب میں ہے۔۔۔۔ نکال سکتی ہو تو نکال لو"۔

اس بار جولیا کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔ بس وہ دانت ہی پیستی رہی۔

"مجھے دیکھو" عمران نے کچھ دیر بعد ٹھنڈی سانس لی۔ "چیونگم تک نہیں خرید سکتا"۔

"اچھا۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ نکلو۔ میں تنہائی چاہتی ہوں"۔ جولیا نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

عمران کچھ دیر تک کھڑا شرارت آمیز انداز میں مسکراتا رہا۔ پھر اس کے کمرے سے چلا آیا۔

صفدر اپنے کمرے میں اونگھ رہا تھا اور جوزف باورچی خانے میں مسور کی دال ابال رہا تھا کیونکہ انہیں یہاں مسور کی دال اور چاول کے علاوہ اور کچھ نہیں ملا تھا اور یہ اتنی وافر مقدار میں تھے کہ وہ ایک ماہ بآسانی گذار سکتے تھے۔

جوزف کا خیال تھا کہ سربند ڈبوں میں مچھلی اور گوشت بھی شاید کہیں نہ کہیں مل ہی جائیں۔ اس لیے اس نے عمارت کا گوشہ گوشہ چھان مارا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی اور اس نے عمران سے کہا۔ "باس یہ مسور کی دال بھی غنیمت ہے ورنہ میں تو رم کا شوربہ لگا کر پتھر تک چبا سکتا ہوں۔۔۔ ہولی فادر جوشوا کا خدا سچ مچ رحمت ہی رحمت ہے اگر یہ تین بیرل یہاں نہ ملتے باس تو کیا ہوتا۔۔۔۔ تم خود سوچو کہ تم مجھے کہاں اور کس طرح دفن کرتے"۔

اسے نہ اس کی پرواہ تھی کہ وہ اس وقت کس حال میں ہیں اور نہ اس کی فکر تھی کہ کل کیا ہوگا؟۔ البتہ بس ایک غم اسے کھائے جا رہا تھا وہ یہ کہ کہیں یہ تینوں بیرل بھی ختم نہ ہو جائیں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔۔۔ کہ وہ۔۔۔۔ کفایت شعاری سے کام لینے لگا ہو۔

اردو خوش آمدید

آج تو وہ بے تحاشہ پی رہا تھا۔ اس وقت باورچی خانے کی میز پر بھی تام چینی کے جگ میں رم موجود تھی۔ عمران اتنی آہستگی سے باورچی خانے میں داخل ہوا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی اور نہ اس کا علم ہو سکا کہ رم کے جگ کی جگہ پانی سے بھرے ہوئے دوسرے جگ نے لے لی ہے۔ پھر عمران واپس بھی چلا گیا لیکن جوزف تو ابلنے والی دال کی " کھد بد " میں کھویا ہوا تھا اور شاید اسے اپنا وطن یاد آ رہا تھا۔ برطانوی شرقی افریقہ کے ایک گاؤں کی وہ کرال یاد آ رہی تھی جہاں اکڑوں بیٹھ کر وہ چاول اور گوشت ابالا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھاڑ سا منہ پھاڑ کر ایک طویل انگڑائی لی اور جگ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن اس کی نظریں ابلتی ہوئی دال ہی پر تھیں۔ جگ کو ہونٹوں سے لگاتے وقت اس نے یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس میں کیا ہے۔ وہ تب ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تھا جب اس نے گھونٹ لیا تھا۔

پیروں کے قریب پڑے ہوئے جگ کو اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن پانی کا گھونٹ ابھی منہ ہی میں محفوظ تھا اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے۔ پھر وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میز پر اور کوئی دوسرا جگ بھی نہیں تھا کہ وہ اسے اندازے کی غلطی سمجھتا۔ یک بیک اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی "بھاں" منہ سے پانی اچھل کر دور تک گیا تھا۔

"بھ۔۔۔۔۔۔بھوت"۔ وہ پھنسی پھنسی آواز میں چیختا ہوا باورچی خانے سے نکل بھاگا۔

عمران جو اس کا منتظر ہی تھا اپنے کمرے سے نکل کر اس کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

"ابے کیا ہوا؟۔ کیوں چیخ رہا ہے"؟۔

جوزف کھڑا ہانپتا رہا۔ چڑھتی ہوئی سانسوں کی وجہ خوف تھا۔ کچھ اس لیے نہیں ہانپ رہا تھا کہ باورچی خانے سے دوڑتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔

"بول کیا بات ہے"؟۔ عمران نے پھر اسے جھنجھوڑا۔

"تباہی۔۔۔۔بربادی۔۔۔۔باس۔ میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔ تم مجھ سے کہو تو بپھرے ہوئے ہاتھیوں کے جھنڈ میں جا گھسوں لیکن۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔میرے بس سے باہر ہے میں ایسی قوتوں کے ہاتھوں مرنا پسند نہیں کرتا جو مجھے دکھائی نہ دیں"۔

"ہوں تو تم ہوا کھا کر مرنا پسند نہیں کرتے"؟ عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ہوا"؟۔ جوزف منہ چھپا کر رہ گیا۔

"اور کیا۔۔۔وہی ایسی قوت ہے، جو نظر نہیں آتی"۔

"میں بدروحوں کی بات کر رہا ہوں باس"۔

"ابے، پھر وہی بدروح، اب کیا ہوگیا"؟۔

"رم۔۔۔پانی ہوگئی"۔

"ارے وہ تو پہلے ہی پانی ہی تھی۔۔۔۔تجھے نشہ کب ہوتا ہے"؟۔

"پانی۔۔۔۔بالکل پانی۔۔۔یعنی کہ سچ مچ پانی۔۔۔۔سادہ پانی۔۔۔۔۔میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں باس"؟۔

"کیا تینوں بیرل۔۔۔"؟ عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"نہیں، میں نے جگ میں انڈیل کر کچن میں رکھی تھی۔ پیتا بھی جا رہا تھا۔۔۔۔ابھی آخری بار جو جگ اٹھایا۔۔۔۔گھونٹ لیا۔۔۔۔تو پانی"۔

اُردو ویب خوش آمدید
پروایکٹیوز پروڈکشن

"ضرور تجھے نشہ ہو گیا ہے" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

اس پر جوزف بڑے جوش و خروش کے ساتھ قسمیں کھانے لگا۔ جوزف کی چیخ سن کر صفدر اور جولیا بھی وہاں آ گئے تھے۔ پھر جولیا باورچی خانے کی طرف واپس چلی گئی تھی اور فرش پر پڑا ہوا جگ اٹھا لائی تھی جس میں اب بھی تھوڑا سا پانی تھا۔

عمران نے جگ کا جائزہ لیتے ہوئے معنی خیز انداز میں گردن ہلائی۔

"نہیں سمجھ میں آتا کہ آخر وہ لوگ چاہتے کیا ہیں"؟۔ جولیا نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "اگر تم یہاں نہیں رہنا چاہتے تو ہم بھی نہیں رہنا چاہتے لیکن پھر کہاں جائیں۔ سنو جوزف کیا تم اس جنگل میں کوئی ایسی جگہ نہیں تلاش کر سکتے؟۔ جہاں ہم اطمینان سے کچھ دن گزار سکیں اور ہاں بہتر تو یہی ہوگا کہ تم اپنے لیے شیپالا بھی تلاش کرو۔ ورنہ اگر کسی دن شراب تمہارے پیٹ میں پہنچ کر پانی ہو گئی تو تم جل پری ہی کہلاؤ گے۔ سمجھے"؟۔

"اوہ، تو کیا اسے یہیں چھوڑ جائیں گے"؟۔ جوزف ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"ابے، وہ جادو کی شراب ہے۔ [illegible] دیکھو تو جادو کی شراب پی کر کیسا بونا سا قد اور پھول سا چہرہ نکل آیا ہے"۔

"نہیں، جوزف بوکھلا کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں مسی"؟۔

"مت بکواس کرو"۔ جولیا جھلا گئی اور صفدر ہنس پڑا۔

عمران نے صفدر سے کہا۔ "ذرا دیکھنا اس کا قد ساڑھے چار فٹ رہ گیا ہے۔ لیکن یہ بے چارہ اپنے نقصان سے لاعلم ہے"۔

"ارے نہیں باس"۔ جوزف احمقانہ انداز میں ہنسا۔

"گدھے ہو تم۔۔۔۔ اگر تمہیں بھی اس کا احساس ہونے لگے تو وہ جادو کی شراب کیوں کہلائے بس اب یہ سمجھ لو کہ تمہیں کوئی خاطر میں نہیں لائے گا۔ تم صرف ساڑھے چار فٹ کے رہ گئے ہو۔۔۔۔ یقین کرو"۔

جوزف کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور ذرا ہی سی دیر میں ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اس کے جسم سے ایک ایک قطرہ خون نچوڑ لیا گیا ہو"۔

صفدر متحیرانہ انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے آنکھ ماری۔

"پھر؟ پھر میں کیا کروں باس"؟۔ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہی جو میں کہہ رہا ہوں۔ جنگل میں کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پھل ہوں۔ پرندے ہوں اور ہم محفوظ رہ سکیں جاو، ورنہ یہ مسور کی دال بھی کوئی گل کھلائے گی"۔

"ابھی جاوں"؟۔

"ہاں عقبی دروازہ کھول کر نالے میں اترو اور چپ چاپ بائیں جانب چل پڑو۔ نالہ تمہیں جنگل ہی میں لے جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام رات ہونے سے قبل ہی کر ڈالو"۔

جوزف تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ صفدر عمران کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نہیں سمجھ سکا"۔ اس نے کہا۔

"سالانہ امتحان شروع ہونے سے صرف ایک ہفتہ پہلے سمجھ لینا۔ ابھی سمجھ گئے تو بھلا دو گے"۔ عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

*------*------*-------*

حالات ہی ایسے تھے کہ عمران کے علاوہ اور سب ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔ ویسے جولیا نے کوشش کی تھی کہ عمران کی اس حرکت کا مطلب سمجھ سکے اس کا علم تو اسے بھی نہیں تھا کہ شراب کیسے پانی ہو گئی لیکن سوال تو یہ تھا کہ عمران نے جوزف کو جنگل میں ٹھکانہ تلاش کرنے پر کیوں اکسایا تھا۔

دوپہر کو چوہان واپس آیا۔ اس سے جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ میک اپ میں لزی اور رابرٹو کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک ہوٹل میں مقیم تھے اور وہ بیچارہ صرف اس لیے واپس آیا تھا کہ مسور کی دال اور چاول سے اپنا جہنم پر کر سکے۔

"اوہ، اس نے تمہیں بھی کچھ نہیں دیا"۔ جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ اس کی ٹانگیں پکڑوں اور سمندر میں غرق کر دوں۔ پتہ نہیں کتنی رقم تجوری میں بھری

ہوئی ہے اور ہم مسور کی دال اور چاول سے اپنا معدہ تباہ کر رہے ہیں"۔

"اس نے کنجی صفدر سے لے لی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

کھانا کھا کر چوہان پھر واپس چلا گیا اور وہ اپنے کمروں میں اونگھتے رہے۔ لیکن جولیا نے محسوس کر لیا تھا کہ عمران بظاہر تو مطمئن نظر آ رہا ہے۔ لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے مگر وہ اس سے اب کچھ نہیں پوچھنا چاہتی تھی۔

پھر اونگھتے اونگھتے وہ سو بھی گئی اور یہ مقدر کی خرابی ہی کہی جائے گی کہ آنکھ کھلتے ہی دماغ اپنا توازن کھو بیٹھے۔ عمران بالکل پاگلوں ہی کے انداز میں کھڑا اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"کیا ہے"؟۔ جولیا بھی پاگلوں ہی کی طرح دہاڑی۔

"پرچہ قبل از وقت آؤٹ ہو گیا" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "اب سالانہ امتحان نہیں ہو سکے گا"۔

"چلے جاؤ۔۔۔۔۔ یہاں سے"۔

پروڈکشن

"سبھی تیار بیٹھے ہیں" عمران بولا۔ "لیکن تمہیں یہاں تنہا کیسے چھوڑ جائیں۔ جزیرے کی پولیس ادھر ہی آ رہی ہے۔ چوہان یہی خبر لایا ہے"۔

"کیا بک رہے ہو"؟۔ جولیا آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

"رابرٹو جعلی نوٹ چلاتا ہوا پکڑا گیا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ اسے وہ نوٹ اسی عمارت کی ایک تجوری سے ملے تھے"۔

"میرے خدا۔۔۔" جولیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

چوہان اور صفدر تھوڑا سا سامان جس میں دو رائفلیں بھی تھیں۔ سنبھالے ہوئے عقبی دروازے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

اندھیرا پھیل چکا تھا وہ سب بڑی تیزی سے نالے میں اتر گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں جوزف ملا۔ جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹارچ تھی۔

جولیا نے ایک گہری سانس لی۔

وہ گرتے پڑتے آگے چلے جا رہے تھے۔ جوزف انہیں روشنی دکھا رہا تھا۔ خشک نالے کی گہرائی دس گیارہ فٹ سے

کسی طرح کم نہیں تھی اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ گہرائی زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ زمین کی سطح جہاں وہ چل رہے تھے ناہموار تھی۔ اس لیے جولیا بہت جلدی تھکن محسوس کرنے لگی تھی۔

"مجھ سے تو نہیں چلا جاتا"۔ وہ منمنائی۔

"پولیس کی گاڑی منگواؤں"؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے خوامخواہ دھمکانے کی کوشش نہ کرو، نہیں چلا جاتا۔ میں دم لینے کے لیے بیٹھوں گی"۔

"جوزف کی پیٹھ پر بیٹھوگی"؟ "رکنا ممکن نہیں"۔

"لگام تمہارے منہ میں ہو تو بہتر ہے"۔ جولیا نے کہا۔

وہ رک گئے تھے۔ جوزف نے جولیا اور عمران کی گفتگو سنی تھی اور دانت نکال دیئے تھے۔

"ہاں مسی"۔ وہ یک بیک زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"ہشت"۔ جولیا بھنا گئی۔

"ارے تو سفید گھوڑا کہاں سے پیدا کروں"؟ عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا اور پھر اس نے جوزف کی گردن پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیا۔

"چلتی رہو"۔ جولیا کے شانے پکڑ کر اسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ جوزف کی تلاش کی ہوئی جگہ تک پہنچ سکے۔ یہ ایک کافی کشادہ غار تھا جس کے دہانے کے گرد آدم جھاڑیاں تھیں۔

"خدا کی پناہ"۔ جولیا بڑبڑائی۔ "اگر یہ کسی درندے کا بھٹ ثابت ہوا تو کیا کریں گے"؟۔

"رمی یا کٹ تھروٹ کھیلیں گے"۔ میں تاش کے پتے لایا ہوں" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری آواز مجھے زہر لگتی ہے" جولیا بولی۔

"جب خودکشی کرنے کو دل چاہے تو مجھ سے ایک گیت کی فرمائش ضرور کرنا"۔

"مت بکواس کرو"۔ اس بار ہمیں شاید مرنا ہی پڑے گا"۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ چپ چاپ ادھر ادھر بیٹھ گئے۔ کبھی کبھی جوزف ٹارچ روشن کرتا اور پھر گھپ اندھیرا چھا جاتا۔

"ہاں اب تم پوری بات بتاؤ۔۔۔چوہان"؟ عمران نے کہا۔

"میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ نوٹ جعلی ہوں گے"۔ چوہان نے کہا۔

"لیکن اس پر غور کرنے کی زحمت کسی نے بھی گوارا نہیں کی کہ اس تجوری میں نوٹ بھرے ہوئے تھے اور کنجی بھی اس کے اوپر ہی پڑی مل گئی تھی۔ بوغا لاکھ شریف۔۔۔اور مہمان نواز سہی لیکن اس طرح بھی دولت لٹائی جا سکتی ہے؟۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔۔۔۔کیوں؟۔

"آپ ہمیں الزام نہیں دے سکتے مسٹر عمران"۔

"کیوں"؟۔

"آپ کے کہنے کے مطابق ہم نے خود کو حالات کے دھارے پر بہنے دیا تھا"۔

"لیکن میں نے ایسا کب ہونے دیا۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو تجوری والی دولت کا حصہ دار بنایا تھا"؟۔

"تم سچ مچ درندے ہو"۔ یک بیک جولیا بول پڑی۔

"یہ کس خوشی میں۔۔۔مس جولیا فٹزواٹر"؟۔

"تم نے بے چارے رابرٹو کو پھنسوا دیا"۔

"چالیس آدمیوں کا قاتل بیچارہ نہیں ہو سکتا مس فٹزواٹر اور پھر آپ نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ آپ بھی اسی کے ساتھ باہر تشریف لے جائیں گی"۔

"کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ وہ باہر جائیں"؟۔

"یہ میں نے کب کہا ہے" عمران بولا۔ "نوٹوں پر مجھے شبہ تھا۔ اس لیے کسی نہ کسی طرح تجربہ تو کرنا ہی تھا۔ خیر ختم کرو۔ میں نے صحیح قدم اٹھایا تھا یا غلط۔ اس کی۔۔۔ذمہ داری صرف مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے۔۔۔ہاں مسٹر چوہان"۔

"اس نے پولیس کو جو بیان دیا ہے اس میں ہمارا ذکر کہیں نہیں آنے پایا"۔ چوہان بولا۔

"گڈ۔۔۔تو پھر۔۔۔کیا بیان دیا"؟۔

"اس نے بتایا کہ وہ روم جا رہا تھا۔ اچانک ایک جگہ جہاز رکا اور کپتان نے انہیں ایک کشتی پر اترنے پر مجبور کر دیا۔

ان دونوں کے ساتھ ایک آدمی اور بھی اترا تھا، جو انہیں ریوالور کی نال کے زور پر اس جزیرے تک لایا اور ایک خالی عمارت میں چھوڑ کر خود غائب ہو گیا۔ پھر رابرٹو نے انہیں تجوری کی کہانی سنائی تھی"۔

"بہت مناسب رپورٹ ہے" ۔عمران بڑبڑایا۔ "یہ رابرٹو سو فیصدی عقل کا اندھا نہیں ہے"۔

"اور دوسری بات ۔۔۔۔۔۔عمارت کا پتہ سن کر پولیس آفیسر اچھل پڑا تھا اور اس نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے فرانسیسی میں کچھ کہا تھا جسے میں نہیں سمجھ سکا"۔

"خوب تو وہ عمارت بھی پولیس کی دلچسپی کا مرکز ہے" ۔عمران نے کہا۔

"اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں کا کیا حشر ہوتا ہے" ۔جولیا طویل سانس لے کر بولی۔

"لیکن کیا ۔۔۔ہم یہاں اسی مقصد سے لائے گئے تھے کہ بونا جعلی نوٹوں کا تجربہ کرے" ۔صفدر نے کہا۔

"یہ سوال کام کا ہے" ۔عمران بولا۔

"باس، میری موت قریب ہے" ۔جوزف بولا۔ جس کا گلا رندھا ہوا سا معلوم ہو رہا تھا۔

"تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے جاؤ، ہمارے لیے نہیں ہو گے"۔

"اب میں کیا کروں ۔۔۔۔شیپالا کی بھی نہیں ملی"۔

" بکواس بند کرو"۔

جوزف خاموش ہو گیا۔ پھر وہ سب ہی خاموش ہو گئے۔ غار کا اندھیرا تکلیف دہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کی سانسیں سنتے رہے۔

دوسرے صبح وہ بھوک سے نڈھال اٹھے۔ جوزف سے تو اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ اس نے بدقت انہیں اس جگہ کا پتہ بتایا جہاں اس نے جنگلی پھل دیکھے تھے۔ صفدر اور عمران بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے۔ اس کے لیے انہیں بار بار جھاڑیوں میں گھسنا پڑتا تھا۔ انہیں کہیں بھی انسانی قدموں کے بنائے راستے نہ دکھائی دیئے۔ ایک جگہ بلندی سے پانی گرنے کی مدہم آواز کانوں میں آئی اور وہ اسی طرف چل پڑے۔

یہ ایک چھوٹا سا چشمہ تھا جو ایک تناور درخت کی جڑ سے پھوٹا تھا نرکلوں کی ۔۔۔جھاڑیوں نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا۔ کچھ دور پھیلنے کے بعد وہ ایک پتلی سی نالی کی شکل میں نرکل کی جھاڑیوں سے بھی گزر کر نالا دس فٹ کی بلندی

سے ایک چٹان پر گرتا تھا اور اسی کی آواز نے یہاں تک ان کی رہنمائی کی تھی۔

"سیب" ۔ صفدر نے درختوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

انہوں نے کچھ پھل توڑے وہ سیب تو نہیں ہو سکتے تھے گو شکل سیبوں ہی جیسی تھی۔ چھلکا اتنا سخت اور چیمڑ تھا کہ اس سے دانتوں کا گذرنا آسان نہیں تھا۔ عمران نے چاقو آزمایا لیکن چھلکا اس طرح کٹ رہا تھا جیسے وہ چمڑے پر کند چھری چلانے کی حماقت کر بیٹھا ہو۔ البتہ گودا سیب سے بھی نرم ثابت ہوا۔ پھل میٹھے تھے لیکن سیبوں کی سی خوشبو ہرگز نہیں تھی۔

"غنیمت ہے" ۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

صفدر جو دوسرا پھل کاٹ رہا تھا۔ یک بیک اچھل پڑا۔ پھل اور چاقو دونوں ہی اس کے ہاتھ سے گر گئے۔ چشمے کی دوسری طرف ایک آدمی ان کی جانب ریوالور تانے کھڑا تھا۔ وہ نرکل کی جھاڑی سے اس طرح نکلا تھا کہ ہلکی سی آواز بھی نہیں ہوئی تھی۔ دونوں کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔

یہ ایک شکستہ آدمی تھا۔ سر کے بال الجھے ہوئے تھے اور شیو بھی عرصے کا معلوم ہوتا تھا۔ کپڑے گندے اور شکستہ تھے۔ آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔

"تمہاری جیبوں میں جو کچھ بھی ہو زمین پر ڈال دو" ۔ اس نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

"ہماری جیبوں میں بھی ریوالور موجود ہیں" ۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔ "کیا انہیں ہاتھ لگانے کی اجازت دو گے"؟۔

اجنبی نے قہقہہ لگایا لیکن وہ صرف آواز ہی تھی۔ اسے قہقہہ کسی صورت میں بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔۔۔ کھوکھلی سی آواز۔۔۔

اس نے کہا۔ "مجھے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں اتنا گدھا نہیں ہوں اگر جیبوں میں ریوالور ہوتے تو تم کبھی ان کا حوالہ نہ دیتے۔ کوشش کرتے کہ اسی کے بہانے مجھ سے چھٹکارا پا جاؤ" ۔

عمران نے اس طرح منہ بنا کر صفدر کی طرف دیکھا جیسے سچ مچ اس کی کوئی اسکیم فیل ہو گئی ہو۔

"چلو" ۔ اجنبی غرایا۔

ان کے درمیان چھ فٹ سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا لیکن پانی کی گہرائی کا اندازہ عمران کو نہیں تھا۔ پھر بھی صفدر کی دانست میں وہ کسی تدبیر ہی کی فکر میں تھا۔

اور۔۔۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اجنبی کو کسی طرح اسی کنارے پر آنا چاہیے۔ وہ خود اس کی طرف چھلانگ لگانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ ادھر کل کی جھاڑیاں اس کے حملے کو ناکام بھی بنا سکتی تھی۔

"اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہماری جیبیں خالی کرا لینے کے بعد تم ہمیں مار نہ ڈالو گے"۔ عمران نے کہا۔

"اجنبی اسے خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ "اگر میں اپنے دو کارتوس بچا سکوں تو مجھے خوشی ہی ہوگی"۔

"تم فرانسیسی تو معلوم نہیں ہوتے۔۔۔۔ تمہارا لہجہ۔۔۔" عمران نے کہا۔

"تم بھی فرانسیسی نہیں معلوم ہوتے۔۔۔ لیکن جلدی کرو"۔

یک بیک اس کی پشت پر جھاڑیوں میں جنبش ہوئی اور دوسرے ہی لمحے میں ایک خوش لباس عورت اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"نہیں موسیو"۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ ریوالور نہیں ہے"۔

"اوہ، خدا غارت کرے"۔ وحشی اجنبی دانت پیس کر بولا۔ "سارا رومان چوپٹ کر کے رکھ دیا"۔

"میں سچ کہتی ہوں کہ اب تمہیں پاگل خانے ہی پہنچا کر دم لوں گی"۔ عورت نے ہاتھ ہلا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"۔ اجنبی حلق پھاڑ کر چیخا۔

اتنی دیر میں عمران بھی جست لگا کر دوسرے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ صفدر جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"کچھ بھی ہو۔۔۔ یہ پولیس کیس ہے مادام" عمران نے کہا۔

"اوہ، مجھے افسوس ہے موسیو۔۔۔ آپ کو تکلیف ہوئی لیکن یہ واقعہ ایک مذاق ہے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔۔۔ یقین کیجیے"۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"اسے ہیرو بننے کا خبط ہے۔۔۔ کہتا ہے کہ میں بالکل نکما س کے جنگلوں کی طرح رہزنی کر سکتا ہوں"۔

"میں کہتا ہوں چلی جاؤ یہاں سے"۔ اجنبی پھر چیخا۔

"تم چپ چاپ میرے ساتھ چلو گے۔۔۔۔۔ سمجھے" ۔عورت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا میں آپ کی کوئی مدد کرسکتا ہوں مادام"؟۔

"شکریہ موسیو۔ میں اسے گھر لیجانا چاہتی ہوں۔ ڈر ہے کہ کہیں اسے پولیس نہ پکڑ لے"۔

اجنبی نے بالکل فلمی انداز میں ایک طویل قہقہہ لگا کر کہا "پولیس۔۔ ہہہ۔۔ پولیس کے سامنے مائیکل دی لاتوشے کا نام لو اور دیکھو کس طرح ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑتے ہیں، پولیس۔۔۔ حقیر چیونٹیوں کی طرح رینگنے والے کیڑے۔۔۔۔۔۔ ہہہ۔۔۔ ہا۔۔۔۔"

"چپ چاپ گھر چلو دوست، ورنہ تمہیں پیٹھ پر لاد کر لے جاؤں گا" ۔عمران نے کہا۔

"چلو مائیکل" ۔عورت بولی۔

"ارے دفع ہو جاؤ۔ میں بگڑا ہوا گھوڑا نہیں ہوں کہ رام ہو جاؤں گا۔۔۔ آدمی ہوں اور آدمی کو سمجھانا بہت مشکل کام ہے۔ میں جو کچھ بھی کرتا ہوں اس کی پشت پر ایک بہت بڑا فلسفہ ہے۔ تم ایک ماہی گیر کی بیٹی ہو۔ جاؤ یہاں سے تمہارے جسم سے مچھلیوں کی بساندھ آرہی ہے"۔

"تم اپنا حلیہ دیکھو۔۔۔۔۔ خبیث کہیں کے" ۔عورت جھلائی۔

"مشقت پسند آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے میں ہوں یعنی مائیکل دی لاتوشے"۔

یک بیک عمران نے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔

"اوہ، وہ لڑکھڑاتا ہوا دو چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔۔۔" عمران نے گرج کر کہا اور اجنبی کے ہاتھ سچ مچ اوپر اٹھ گئے۔

"تو نے مجھے تباہ کر دیا" ۔اجنبی عورت کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا۔

"ہاں، آپ آگے چلئے مادام" ۔عمران نے کہا اور پھر اجنبی سے بولا۔ "تم پیچھے چلو۔ مڑ کر دیکھا اور میں نے ٹریگر دبایا۔۔۔ سمجھے"؟۔

عورت مسکرائی اور جھاڑیوں میں مڑ گئی۔ اجنبی دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے صفدر سے اردو میں کہا۔ "تم پچھل لے جاؤ۔ میں کچھ دیر بعد آؤں گا" ۔مگر تم میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے"۔

اجنبی چپ چاپ ہاتھ اٹھائے چلتا رہا۔ عورت آگے تھی۔ عمران نے ریوالور کو سچ مچ نقلی ہی پایا جس میں دھماکہ پیدا کرنے والے بے ضرر کارتوس لگے ہوئے تھے۔

ضروری نہیں تھا کہ عمران اس معاملے میں اتنی دلچسپی لیتا لیکن اسے اپنے اور اپنے ساتھیوں کا پیٹ بھی تو پالنا تھا اس کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا۔

وہ تھوڑی دیر خاموشی سے چلتا رہا۔ پھر عورت سے پوچھا۔ "یہ آپ کے کون ہے مادام"؟۔

"یہ نہ پوچھیے موسیو، مجھے افسوس ہوتا ہے جب کوئی مائیکل کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔۔۔۔ یہ میرا شوہر ہے"۔

"ہو۔۔۔او۔۔۔" عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور یک بیک اجنبی بول پڑا۔

"شادی کر کے میں نے اپنی پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ اس سے زیادہ غیر رومانی چیز دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔۔ لعنت ہے مجھ پر"۔

عورت چلتے چلتے رک کر مڑی اور عمران نے اسے غور سے دیکھا۔ عمر پچیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ رنگت بھی نکھری ہوئی تھی لیکن آنکھیں۔۔۔۔ اگر آنکھیں بھی آرڈر میں ہوتیں تو اسے ہر حال میں قبول صورت ہی کہا جا سکتا۔ آنکھیں کچھ اس انداز میں بھینگی تھیں کہ وہ بیک وقت دو مختلف سمتوں میں دیکھتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

اس کے رکتے ہی مائیکل بھی رک گیا۔ پھر عمران کیوں نہ رکتا۔

"کیا کہا تم نے"؟۔ عورت آنکھیں نکال کر بولی اور اس کے چہرے کی ویرانی میں کچھ عجیب سا اضافہ ہوگیا۔

"میں نے ٹھیک کہا۔ یہ شادی ایک مجبوری تھی۔ اگر میرا باپ تمہارے باپ کا قرضدار نہ ہوتا"۔

"بکواس بند کرو"۔ عورت دہاڑی۔

"مادام میرا خیال ہے کہ آپ چلتے ہی رہیے ورنہ یہ گھر کبھی نہیں پہنچ سکے گا" عمران بولا۔

عورت چند لمحے کھڑی مائیکل کو گھورتی رہی۔ پھر آگے بڑھ گئی۔

عمران نے اجنبی سے بھی چلنے کو کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ ساحل کی ایک ایسی بستی میں پہنچے، جو چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں پر مشتمل تھی اور جس کے وسط میں ایک بڑا مکان تھا حالانکہ اس مکان کی چھت بھی پھوس ہی کی تھی لیکن دیواریں پتھر کے ٹکڑوں کو جوڑ کر

بنائی گئی تھی۔ مکان کے چاروں طرف ہری بھری کیاریاں تھیں جن کا پھیلاؤ دور تک تھا اور مکان کے ساتھ فالتو زمین کی حد بندی لکڑی کے لٹھوں سے کی گئی تھی۔ احاطے میں داخل ہوتے ہی عمران نے ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔ صدر دروازے کے قریب پہنچ کر عورت رک گئی۔ اس نے عمران سے کہا۔ "اب براہ کرم مجھے مدد دیجئے تاکہ میں اسے کمرے میں بند کرسکوں۔ اس وقت یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ سب کشتیوں پر ہوں گے"۔

"میں اس ظلم کے خلاف احتجاج کرتا ہوں"۔ مائیکل نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

اور پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔

"اٹھو مائیک، میں جو کچھ کر رہی ہوں اسی میں تمہاری بہتری ہے، پچھلی بار پاپا نے تمہیں کس بری طرح پیٹا تھا۔۔۔۔ تمہیں یاد ہے نا"؟۔

"آج اس سے کہو کہ مجھے قتل ہی کر دے۔۔۔۔۔۔ میں تو نہیں اٹھوں گا"۔

"موسیو، براہ کرم"۔ عورت عمران سے مخاطب ہوئی اور عمران مائیکل سے بولا۔ "موسیو مائیکل۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ براہ کرم اٹھ جائیے مجھے اس بات پر مجبور نہ کیجئے کہ میں آپ کو اٹھانے کی کوشش کروں ورنہ کام ہو جاؤں"۔

عورت اس انوکھی استدعا اور دھمکی پر مسکرا پڑی لیکن فوراً ہی سنبھل کر پیشانی پر سلوٹیں ڈال لیں۔

"میں تو ہرگز نہیں اٹھوں گا"۔ اجنبی نے کسی درندے کی طرح دانت نکالے اور عمران بے بسی سے عورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"اٹھ جاؤ مائیکل میں کہتی ہوں"۔

"نہیں اٹھوں گا"۔

"آپ مجھے اپنا نام بتائیے مادام، پھر میں کوشش کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نام سے کیا ہوگا"؟۔ عورت نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ کے ستارے بہت اچھے ہیں۔ یہ آپ کی روشن پیشانی پر تحریر ہے۔ آپ کا نام میری فتح کا باعث ہوگا"۔

"عجیب بات ہے"۔

"آپ تجربہ کر لیجئے"۔

"اس کے ستارے خونی ہیں"۔ مائیکل نے قہقہہ لگایا۔

"میرا نام اگاتھا ہے۔۔۔۔ شاید اس نے مائیکل کے جملے پر جل کر عمران کو اپنا نام بتایا تھا۔

دفعتاً عمران "اگاتھا" کا نعرہ لگا کر جھکا اور مائیکل کو اٹھا کر اس طرح کمر پر لاد لیا جیسے مشکیزہ اٹھاتے ہیں۔ عورت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ شاید وہ اس حد تک متوقع نہیں تھی۔

"چلئے"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔ مائیکل اس کی گرفت سے رہا ہو جانے کے لیے ہاتھ پیر مار رہا تھا لیکن عمران کے چہرے سے نہ تو تکان ہی ظاہر ہو رہی تھی اور نہ یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اسے کچھ دیر اٹھائے نہ رہ سکے گا۔

وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی ہوئی صدر دروازے سے گزر گئی۔

کچھ دیر بعد مائیکل کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں دروازے کے قریب کھڑے اس کی گالیاں سن رہے تھے۔

"مائیکل خدا کے لیے آدمی بنو"۔ اگاتھا نے کہا۔

"جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ میری ہڈیاں انتقام کے لیے سلگ رہی ہیں"۔

"اگر آپ چاہیں تو چائے کی کیتلی اس کی ہڈیوں پر رکھ سکتی ہیں" عمران نے مسکرا کر کہا۔

وہ بھی مسکرائی اور وہاں سے ہٹ آنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے میرے ستاروں کے بارے میں کچھ کہا تھا موسیو"؟۔ وہ ایک جگہ رکتی ہوئی بولی۔

"جی ہاں، آپ کے ستارے آپ کی پیشانی پر چمک رہے ہیں۔ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے۔۔۔۔۔ میں جو روحوں کا شکاری ہوں"۔

"روحوں کا شکاری"؟۔

"ہاں، روحوں کا شکاری، ساری دنیا میری مٹھی میں ہے اس کے باوجود بھی مجھے دھکے کھانے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ مجھ پر سنیچر یعنی کہ سیٹر ڈے سوار ہے اور میں ہمیشہ ہاف ڈے کے خواب دیکھتا رہتا ہوں۔ دنیا کا آدھا دن جو چھ راتوں سے بھی بڑا ہو گا۔ یوں تو نیلو اور مسرت نذیر بھی ستارے ہی ہیں مگر تمہارے ستارے۔۔۔۔ ونڈرفل۔۔۔۔ تھوڑی چائے ہو گی مادام۔۔۔"؟۔

"آپ کی باتیں میں نہیں سمجھ سکتی"۔ اگاتھا نے پلکیں جھپکائیں۔ "ہاں میں آپ کو چائے ضرور پلاؤں گی۔ آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر آپ مدد نہ کرتے تو آج مائیکل نکل ہی گیا ہوتا۔۔۔ آئیے"۔

عمران اس کے ساتھ چلتا رہا۔ وہ اسے کچن میں لے آئی۔ یہاں ایک بھدی سی میز پڑی ہوئی تھی جس کے گرد تین چار کرسیاں تھیں۔

"بیٹھئے"۔ اگاتھا نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں نے موسیو مائیکل کے گرد کالی روحوں کا ناچ دیکھا ہے"۔

"کیا"؟۔ عورت کا لہجہ خوف زدہ تھا۔

"ہاں مادام، نہ وہ کسی خبط میں مبتلا ہیں اور نہ پاگل ہیں۔۔۔۔ بس کالی روحیں۔۔۔ آپ انہیں اس آسیب زدہ جنگل میں کیوں جانے دیتی ہیں"۔

"اوہ، مگر آپ وہاں کیا کر رہے تھے"؟۔

"بتایا نہ کہ ہم روحوں کے شکاری ہیں۔ ہزاروں میل کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں تاکہ ان روحوں کا شکار کر سکیں جو جنگل میں سانپوں کی طرح پھنکار کرتی ہیں، مگر افسوس۔۔۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے غم کا اظہار ہو رہا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے؟۔ اگاتھا نے چولہے پر کیتلی رکھتے ہوئے پوچھا اور پھر اسکی طرف دیکھ کر بولی۔ "اوہ، آپ اتنے مغموم کیوں نظر آنے لگے ہیں"؟۔

"کچھ نہیں، میرے ایک ساتھی کی غفلت کی وجہ سے پوری پارٹی مفلس ہو گئی ہے۔ ہم نے پچھلی رات بھی فاقہ کیا تھا اور اس وقت جنگلی پھلوں پر گزارا کرنے کا ارادہ تھا"۔

"کیوں۔۔۔ کیا ہوا تھا"؟۔

"اس نے ساری پونجی گنوا دی، بندرگاہ پر اترتے ہی کسی نے وہ صندوق غائب کر دیا تھا جس میں ہماری رقومات تھیں"۔

"یہ تو بہت برا ہوا"۔

"بردے سے بھی کچھ زیادہ۔ یقین کیجئے ہم اس جزیرے کو ان بری روحوں سے نجات دلانے کا تہیہ کر کے آئے تھے جن کی چیخیں اور پھپھکاریں سن کر لوگ نیم مردہ ہو جاتے ہیں"۔

"اوہو، کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں"؟۔

"ہاں مادام، کیا آپ کو میری پر اسرار قوتوں پر شبہ ہے"؟۔

"نہیں قطعی نہیں، آپ نے مائیکل جیسے گرانڈیل آدمی کو اس طرح اٹھا لیا تھا"۔

"ارے نہیں، وہ تو آپ کے ہام کی قوت تھی"۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں"؟۔ اگاتھا کھسیانے انداز میں ہنسی۔

"یہ کہہ کر آپ مجھے دکھ پہنچا رہی ہیں مادام"۔ عمران کا لہجہ مغموم تھا۔

"بھلا میرے ہام کی قوت کیوں"؟۔

"آپ کے ہام کے ستارے ان دنوں ایسے ہی ہیں۔ آپ دیکھیں گی کہ آپ کتنے عجیب و غریب چیزوں سے دوچار ہیں لیکن ڈریئے نہیں۔ سب کچھ آپ ہی کے مفاد میں ہوگا۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ کی عمر کیا ہے"؟۔

"شاید پچیس سال"۔

"نہیں"۔ عمران متحیرانہ انداز میں اچھل پڑا۔

"جی ہاں، مگر آپ اس پر متحیر کیوں ہیں"؟۔ عورت نے خود بھی تحیر زدہ لہجے میں کہا۔

"ارے، میرا اندازہ تو یہ تھا کہ آپ سولہ سال سے زیادہ کی ہو ہی نہیں سکتیں"۔ عمران نے آنکھیں پھاڑے ہوئے کہا پھر جلدی سے بولا۔ "مگر نہیں مجھے حیرت کیوں ہو رہی ہے اس پر۔۔۔۔ کیا میں نے آپ کی پیشانی پر چمکنے والے ستاروں کو نہیں دیکھا۔ خیر ہاں تو اگر آپ کی عمر پچیس سال ہے تو۔۔۔۔"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے جیسے بے آواز کچھ کہہ رہا ہو۔ اگاتھا کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی اس نے چائے کی کیتلی پر جھکتے ہوئے کہا۔ "میں اپنے مستقبل کے متعلق بہت بے چین رہتی ہوں"۔

"ہوں"۔ عمران چونک کر بولا۔ "کیا کہا آپ نے"؟۔

اگاتھا نے اپنا جملہ پھر دہرایا اور عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "آپ کا مستقبل بہت شاندار ہے۔۔۔کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ موسیو مائیکل کب سے اس حال میں گرفتار ہیں"؟۔

اگاتھا نے فوراً جواب نہیں دیا۔

اب وہ چولھے سے کیتلی ہٹا کر اس کی جگہ فرائنگ پین رکھ رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے نعمت خانے سے کچھ مٹن پائیاں نکالیں اور انہیں فرائنگ پین میں ڈال کر گرم کرنے لگی۔

وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

آخر اس نے کہا۔ " کیا آپ اس مقدس تاریک دل والے سے واقف ہیں جو جنگل میں چیخنے والے روحوں کا مالک ہے"؟۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"فادر آسمتھ۔۔۔۔۔ جو سارے جزیرے کے لیے وبال جان بنا ہوا ہے۔ اس کا مکان عموماً خالی پڑا رہتا ہے لیکن لوگوں کا خیال ہے۔۔۔ کہ وہ وہیں رہتا ہے"۔

"میں کچھ بھی نہیں جانتا اس کے متعلق" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"وہ ایک ڈراونا آدمی ہے۔ پادری کے روپ میں بھیڑیا۔ وہ اس جزیرے کو سمندر میں غرق کر دینا چاہتا ہے۔ ہاں تو مائیکل بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں سے تھا۔ پولیس نے ایک بار آسمتھ کے مکان پر ریڈ کیا تھا اسی وقت اس کے معتقدین کا حلقہ ٹوٹ کر بکھر گیا لیکن پادری آسمتھ پولیس کے ہاتھ نہ آ سکا۔ حالانکہ دوسرے دن بھی وہ اسی عمارت میں نظر آیا تھا۔ اب بھی اکثر دکھائی دیتا ہے مگر پولیس بے بس ہے۔ شیطانی چرخے کے آگے پولیس کی کیا چلے گی"۔

" مگر پولیس کیوں؟۔ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کہیں کی پولیس نے کسی جادوگر میں دلچسپی لی ہو"؟۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔۔۔ مگر پولیس کا خیال ہے کہ وہ اس جادوگری کی آڑ میں کوئی غیر قانونی حرکت کر رہا ہے۔ آسمتھ کے معتقدین کو بھی کھنگالا گیا تھا مگر ان کے خلاف کچھ بھی نہیں ثابت کیا جا سکا۔۔۔ مائیکل بھی نہیں بچا"۔

" لیکن وہ اب بھی اس بھوتوں کے جنگل میں گھومتا پھرتا ہے" عمران نے کہا۔

"ارے اسے ذرا برابر بھی اس کی پرواہ نہیں تھی کہ پولیس ان میں دلچسپی لے رہی ہے"۔

"اچھا جزیرے کے عام باشندوں کا کیا خیال ہے اسمتھ کے بارے میں"؟۔

"وہ اسے صرف ایک ایسا جادوگر سمجھتے ہیں جن کے قبضے میں بد ارواح ہیں"۔

عمران نے تشویش کن انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اکیلا مائیکل ہی نہیں ہے"۔ اگاتھا نے کچھ دیر بعد کہا۔ "کئی اور بھی ہیں جو اسی طرح پاگل ہو گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی خدا کی تلاش میں ہے۔ کوئی اپنی محبوب کی یاد میں بچھاڑیں کھاتا ہے۔ ایک تو ایسا ہے جو دن رات جنگل میں اپنا گدھا ڈھونڈتا رہتا ہے۔ حالانکہ اس کے باپ کے پاس بھی کبھی کوئی گدھا نہیں تھا۔ یہ سب جنگل میں بھٹکتے پھرتے ہیں"۔

"خطرناک روحیں"۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی "وہ جزیرے کو سچ مچ غرق کرنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔ کسی دن بہت بڑا طوفان آئے گا۔۔۔۔۔ پہاڑوں جیسی لہریں جزیرے پر چڑھ آئیں گی۔ ایک بھی نہیں بچے گا"۔

"نہیں"۔ اگاتھا خوفزدہ آواز میں بولی۔ "ایسا نہ کہیے موسیو"۔

"مجبوراً کہنا پڑتا ہے مادام۔۔۔۔۔ جب ہم بھوکوں مر جائیں گے تو یہی ہوگا۔ ویسے ہماری زندگیوں میں تو ایسا ہونا ناممکن ہے"۔

"پھر بتایئے، میں آپ کے لیے کیا کروں"؟۔

"مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھوکوں مرنے سے بچائیے۔۔۔۔۔ اور ہمارا کسی سے بھی تذکرہ نہ کیجئے"۔

"میں یہی کروں گی"۔

"اور کوشش کیجئے کہ اب موسیو مائیکل یہاں سے نہ نکلنے پائیں"۔

اگاتھا نے چائے اور مٹن پائیاں اس کے سامنے رکھ دیں اور بولی۔ "میں اسے بند ہی رکھتی ہوں۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسے نکل جاتا ہے"۔

"روحیں"۔

"اوہ"۔ اگاتھا اچھل پڑی اور خوفزدہ آواز میں بولی۔ "یہاں بھی۔۔۔۔۔ آتی ہیں روحیں"؟۔

"بالکل آتی ہیں" ۔عمران نے نتھنے سکوڑ کر زور زور سے سانسیں لیں ۔بالکل اسی طرح جیسے روحوں کی موجودگی سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو ۔پھر سر ہلا کر بولا۔ "قطعی آتی ہیں مادام ۔مگر پوری طرح نہیں صرف اپنی پرچھائیاں ڈالتی ہیں"۔

"تو پھر ہم سب خطرے میں ہیں"؟۔

"یقیناً آپ سب بھی جنگل کی خاک چھان سکتے ہیں" ۔عمران نے جواب دیا۔

اگاتھا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"ڈریئے نہیں، میں آپ کو ایک طلسمی نقش دوں گا اور آپ سب ان روحوں سے محفوظ رہیں گے" ۔عمران نے مٹن پائیوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

بہرحال ناشتا تگڑا ہی ہوا تھا۔

شکم سیر ہونے کے بعد اس نے اس سے قلم دوات اور کاغذ مانگا تاکہ "نقش" تحریر کر سکے۔

نقش یہ تھا۔

سیاں نے انگلی مروڑی رے
رام قسم شرما گئی میں

اس نے اسے تعویذ کی طرح تہہ کر کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کل صبح جب سورج نکلے تو اسے داہنی مٹھی میں دبا کر مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائیے گا۔ صرف پانچ منٹ تک رہنا پڑے گا ۔پھر اس کے بعد اسے مکان کے اندر ہی کہیں دفن کر دیجئے گا ۔میرا دعوی ہے کہ آپ لوگ روحوں کے شر سے محفوظ رہیں گے ۔لیکن موسیو مائیکل پر یہ سایہ ذرا گہرا ہے اس لیے ان کا معاملہ ذرا دیر سے سلجھے گا"۔

"شکریہ" ۔اگاتھا نے تعویذ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ "میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی اور آپ لوگوں کی مدد کروں گی۔۔۔مگر آپ کہاں سے آئے ہیں"؟۔

"مصر"۔

"اوہ۔۔۔مصری جادوگر"۔

"ہاں، میں فرعون کے مقبرے میں بیٹھ کر اس کی روح کے ساتھ لوڈو کھیلا کرتا تھا" عمران نے فرانسیسی میں کہا اور پھر اردو میں بڑبڑایا۔ "ایسا جھوٹ اگر شیطان بھی بولتا تو اس کا کلیجہ شق ہو جاتا"۔

*------*------*------*

عمران لدا پھندا ہوا جنگل میں داخل ہو رہا تھا۔ اگاتھا نے اسے کھانے پینے کا اتنا سامان دیا تھا جو کئی دنوں کے لیے کافی تھا۔ وہ مائیکل کے متعلق سوچ رہا تھا اور وہ دوسرے بھی اس کے ذہن میں تھے جو اگاتھا کے بیان کے مطابق کسی نہ کسی بہانے جنگل میں مارے مارے پھرا کرتے تھے۔ پادری اسمتھ کس قسم کا رول ادا کر رہا تھا؟۔ پولیس اس کے پیچھے تھی لیکن؟۔ آخر وہ لوگ وہاں کس مقصد کے لیے لائے گئے تھے؟۔ کیا محض اس لیے کہ بوغا دوسروں کے ذریعہ اپنے جعلی نوٹ آزمائے؟۔ یہ کام تو کسی مقامی آدمی ہی سے لیا جا سکتا تھا۔ اس کے لیے اتنی تگ و دو کی کیا ضرورت تھی؟۔ نہیں مقصد صرف نوٹوں کی آزمائش نہیں ہو سکتا تھا تو پھر کیا بوغا کیا چاہتا تھا کہ۔۔۔۔۔

www.oururdu.com

وہ اس سے آگے نہ سوچ سکا کیونکہ غار قریب آ گیا تھا لیکن جیسے ہی اس نے دہانے میں قدم رکھا۔ دو تین آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔۔" عمران اچھل کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

سارا سامان اس کے ہاتھوں سے گر گیا تھا۔

حملہ آور تین تھے۔ ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر عمران کو کور کر لیا۔ سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔

"جنبش کی اور مارے گئے"۔ ریوالور والے نے انگریزی میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے متعلق سوچنے لگا۔ پتہ نہیں ان پر کیا گزر رہی ہو۔ اس نے ایک بار پھر ان تینوں کا جائزہ لیا۔ یہ لوگ اچھی حالت میں تھے یعنی ان کی پوشش میں اس قسم کا بے ڈھنگا پن نظر آیا تھا کہ انہیں بھی مائیکل ہی قسم کے لوگوں میں سے سمجھا جا سکتا۔ ان کی قمیضیں بے داغ تھیں اور ٹائیوں کی گرہیں بھی سلیقے کی حدود ہی میں تھیں۔

"اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو" ۔ ریوالور والے نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار تھے۔ آنکھوں سے خوف ظاہر ہو رہا تھا اور نہ تحیر ۔۔۔۔۔ وہ دونوں اس کی طرف بڑھے لیکن ان سے تھوڑا سا اناڑی پن سرزد ہو گیا اگر وہ سامنے ہی سے جھپٹنے کی بجائے دائیں بائیں سے آئے ہوتے تو عمران کسی چوہے کی طرح چپ چاپ ان کی ہر زیادتی سہہ جاتا ۔ شاید اس کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے گئے ہوتے ۔ لیکن جیسے ہی وہ عمران اور ریوالور والے کے درمیان حائل ہوئے ۔ عمران نے ڈبکی لگائی اور دونوں ہی کو سمیٹ کر ریوالور والے پر جھونک مارا اور خود بھی ساتھ ہی چھلانگ لگائی اس کا ہاتھ اتنا ہی جچا تلا پڑا تھا کہ پہلی ہی کوشش میں اس نے ریوالور چھین لیا اور ان کے اٹھنے سے پہلے ہی دور جا کر کھڑا ہوا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ دوستو" ۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ایک دوستانہ مشورہ ہے ویسے کیا تم میرے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ گے" ۔

ون اردو خوش آمدید

"ان کے ہاتھ اوپر تو اٹھ گئے لیکن غصے کی وجہ سے حلیے بگڑے جا رہے تھے۔

"وہ جہنم میں ہیں" ۔ ایک غرایا۔ "اور تم بھی جلد ہی وہیں پہنچ جاؤ گے"

"میں جلد بازی کا قائل نہیں ہوں" ۔ عمران نے بائیں آنکھ دبائی ۔ "بہتر یہی ہے کہ دماغ ٹھنڈا کر کے مجھ سے گفتگو کرو" ۔

" کیوں شامت آئی ہے ۔ ریوالور زمین پر ڈال کر خود کو ہمارے حوالے کر دو ۔ ہم تمہیں جان سے مارنا نہیں چاہتے ۔ اگر یہیں کرنا ہوتا تو تم اب تک زندہ کیوں رہتے" ۔

"میں جانتا ہوں کہ تم میری شادی کرانے کے لیے یہاں پکڑ لائے ہو ۔ مگر میں ابھی نابالغ ہوں سمجھے" ۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تمہیں شرم آنی چاہئے اس زبردستی پر ۔ چلو بتاؤ، کہاں ہیں میرے ساتھی"؟ ۔

"ہم تمہیں وہیں پہنچا دینا چاہتے تھے" ۔

"اے تو اس طرح پہنچایا جاتا ہے ۔ تو پ بھی باندھ لائے ہوتے ساتھ" ۔ عمران نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔ یک بیک پشت سے کسی نے اس پر حملہ کیا اور ریوالور ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا ۔۔۔ لیکن ساتھ ہی عمران بھی اس کی گرفت سے نکل گیا پھر ایک آدمی ریوالور اٹھانے کے لیے جھپٹا تھا کہ عمران نے اپنے ریوالور سے اس کے ہاتھ پر فائر کر دیا ۔ وہ چیخ مار کر دور جا گرا۔

"ہوں تو اب جس میں ہمت ہو اٹھائے ریوالور"۔ عمران انہیں دوبارہ کور کرتا ہوا بولا۔ اس پر حملہ کرنے والا بالی تھا، جو اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"سنو دوست" عمران نے اس سے کہا۔ "میں خود کو مجبور سمجھنے کا عادی نہیں ہوں"۔۔۔۔۔ سالہا سال اسی جزیرے میں بسر کر سکتا ہوں۔ خواہ میری جیب میں ایک پائی بھی نہ ہو۔ کیا تم یہ سمجھے تھے کہ میں ہی اس جعلی کرنسی کو بھنانے دوڑا جاوں گا یا اپنے خاص آدمیوں میں سے کسی کو ایسا کرنے دوں گا"۔

زخمی آدمی اپنا ہاتھ دبائے بیٹھا کسی زخمی کتے کی طرح چیخ رہا تھا۔

"تم پھر غلط سمجھے"۔ بالی مسکرایا۔ "خواہ مخواہ اپنے لیے مشکلات نہ پیدا کرو"۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں"؟۔

وہ محفوظ ہیں، کیا انہیں یہاں فاقے کرنے کے لیے پڑا رہنے دیا جاتا۔ تم بھی چلو حالانکہ اس وقت تم نے میرے ایک آدمی پر بڑا ظلم کیا ہے لیکن ہونا یہی چاہئے گا کہ تمہیں ہر حال میں معاف کر دیا جائے"۔

"رابرٹو کو پولیس لے گئی"؟ عمران نے کہا۔

"تمہیں اس کی پرواہ نہ ہونی چاہئے کیا وہ تمہارا کوئی خاص آدمی تھا؟ اگر ایسی بات ہوتی تو تم اسے کرنسی استعمال ہی کیوں کرنے دیتے"؟۔

"وقت نہ برباد کرو" عمران نے کہا۔ "اپنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دوسری طرف مڑ جاو۔ اور ادھر ہی چلو جہاں میرے آدمی ہوں"۔

"تم خواہ مخواہ حالات کو بدتر بنا رہے ہو"۔

"یہ میری بہت پرانی عادت ہے" عمران مسکرایا۔ "چلو دیر نہ کرو، ورنہ تم صرف چار ہو، اور ریوالور میں پانچ گولیاں باقی ہیں۔ میرا نشانہ مشکل ہی سے خطا کرتا ہے"۔

"پچھتاوگے"۔

"پرواہ نہ کرو"۔

"چلو اگر مرنا ہی چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" بالی دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو

بھی اپنی تقلیدی کا اشارہ کیا تھا۔ زخمی بھی کراہتا ہوا اٹھا لیکن اس کی حالت ابتر تھی۔

"مجھے ایسی پریڈ بہت پسند آتی ہے۔ شاباش چلتے رہو"۔ عمران بولا۔ "لیکن مڑ کر دیکھنے والوں کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی"۔

"تم میزبان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر رہے ہو عمران"۔ بالی کی آواز غصے یا خوف سے پاک تھی۔

"وہ لوگ جو زبردستی مہمان بنائے گئے ہو۔ ان سے اس سے کم کی توقع نہ رکھو۔‘‘

"بوغا کو غصہ نہ دلاؤ"۔

" کیا تم بوغا ہو"؟۔

"بوغا کے ہر نمائندے کو بوغا ہی سمجھو"۔

"تب تو تم مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم ایسی حماقت نہیں کرو گے"۔ بالی چلتا ہوا بولا۔ "تمہارے ساتھی ہمارے پاس ہیں۔۔۔۔۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔

*------*------*------*

جولیا نے صفدر کے لائے ہوئے پھل کسی نہ کسی طرح حلق سے اتارے تھے اور چشمے کا ٹھنڈا پانی پی کر دل ہی دل میں عمران کو کوسنے لگی تھی۔

جوزف ایک جانب اکڑوں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ صفدر نے کچھ پھل اس کی طرف بھی بڑھائے۔

"نہیں مسٹر"۔ جوزف سر ہلا کر بولا۔ "کون جانے یہ پھل مجھے زندہ رکھنے کے لیے کافی ہی ہوں"۔

اس کے لہجے میں بیزاری تھی کیونکہ اسے پچھلے دن سے شراب کا ایک گھونٹ بھی میسر نہیں ہوا تھا۔ انہیں اس کے متعلق تشویش تھی۔ صفدر کی دانست میں تو شراب ہی اسے کام کا آدمی بناتی تھی ورنہ وہ تو بس ایک طرح کا سامان بن کر رہ جاتا تھا جسے کارآمد سوٹ کیسوں کی طرح اٹھاتے پھرو۔

یک بیک جوزف نے عمران کے متعلق پوچھا اور جب اسے بتایا گیا کہ وہ کسی کے ساتھ تنہا گیا ہے تو وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم نے انہیں تنہا جانے کیوں دیا"۔ جوزف اپنی آنکھیں پھاڑنے کی کوشش کرتا ہوا بولا، جو نیند کے دباؤ سے بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔

"کیوں"؟ صفدر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے بہتر نہیں سمجھتا کہ اس جنگل میں انہیں تنہا چھوڑا جائے۔ بتاؤ وہ کدھر گئے ہیں"؟۔

"خود تلاش کر لو جا کر"۔ صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"اے۔ تم کیسی الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو"۔ جوزف نے جھرجھری سی لی۔ انداز بالکل کسی لڑاکے مرغے ہی کا سا تھا جس نے حریف کو سامنے دیکھ کر گردن کے پر پھلائے ہوں۔

جولیا جھپٹ کر بیچ میں آ گئی۔

"ارے کیا تم لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ دماغ تو نہیں خراب ہو گیا"۔ اس نے باری باری دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مسی تم ہٹ جاؤ۔ یہ جنگل ایسے نہیں ہیں کہ کسی کو تنہا چھوڑا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر باس کا بال بھی بیکا ہوا تو میں مسٹر صفدر سے سمجھ لوں گا"۔

"کیا بکواس کر رہے ہو"؟ صفدر آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

"دیکھ ہی لو گے"۔ جوزف نے کہا اور مڑ کر غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر جوزف ایک رائفل اٹھانے کے لیے جھکا ہی تھا کہ جولیا نے کہا۔ "کیوں؟ کیا تم جا رہے ہو"؟۔

"ہاں، میں جاؤں گا"۔

"نہیں، یہ تمہارا باس کا حکم ہے یہیں ٹھہرو"۔

"جنگل میں باس کا یہ حکم نہیں مان سکتا۔ تم لوگ کیا جانو کہ جنگل کسے کہتے ہیں"۔

"جانے دو"۔ صفدر بڑبڑایا۔ جہنم میں جائے"۔

جوزف رائفل سنبھالتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل آیا اس کا ذہن قابو میں نہیں تھا۔ پھر بھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے قدم زمین پر مضبوطی سے پڑیں۔

لیکن وہ جیسے ہی غار سے باہر آیا اس کے سر پر کسی نے کوئی وزنی چیز پوری قوت سے رسید کی اور اس کے آنکھوں میں ستارے سے ناچ گئے۔ وہ لڑکھڑایا لیکن سنبھل گیا اور پھر اسے حملہ آور نظر آئے جو کئی تھے۔ جوزف نے انہیں دیکھ کر آنکھیں پھاڑیں اور یک بیک غصے نے اس کی کھوپڑی الٹ دی۔ ادھر وہ اس پر جھپٹے ہی تھے کہ جوزف نے رائفل کی نال اس انداز میں سنبھال لی جیسے لٹھ پکڑتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے میں رائفل کا کندہ ایک حملہ آور کی کمر پر پڑا۔

اس کے بعد تو پھر درندوں کی سی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ صفدر چوہان بھی باہر نکل آئے لیکن وہ کچھ اس طرح بدحواس ہو گئے تھے کہ خود بھی رائفلیں سنبھال کر جوزف ہی کے انداز میں حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ فائر کر دینے کی دھمکی دیتے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس طرح وہ خود بھی اس بے تکی ورزش سے بچ جاتے۔

حملہ آوروں میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا اور باقی نہتے تھے لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ ان کے پاس ریوالور یا خنجر نہ رہے ہوں ویسے یہ اور بات ہے کہ انہیں ان کے استعمال کا موقع ہی نہ مل سکا ہو۔

آخر کار وہ بھاگ نکلے۔

جوزف کے سر سے خون بہہ رہا تھا لیکن اس کی حالت اب اتنی خراب نہیں معلوم ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سے زیادہ پھرتیلا اور چاق و چوبند آدمی آج تک ان کی نظروں سے گزرا ہی نہ ہو۔

"چلو، یہاں سے"۔ وہ کسی زخمی جانور کی طرح دانت نکال کر بولا۔ "انہیں اب ہمارا ٹھکانہ معلوم ہو گیا ہے"۔

انہوں نے بڑی جلدی میں اپنا سامان سمیٹا اور ایک طرف جھاڑیوں میں گھس پڑے جولیا نے جوزف کو اس کے زخم کی طرف دھیان دلایا تھا لیکن اس نے کہا "پرواہ مت کرو مسی، یہ بہت اچھا ہوا۔ اب میں نہیں مروں گا۔ مجھے ہوش آ گیا ہے۔ یہ چوٹ جب تک دکھتی رہے گی مجھے زندہ رکھے گی۔۔۔ شراب ملے یا نہ ملے"۔

عمران نے محسوس کر لیا کہ بالی اسے خواہ مخواہ جنگل میں بھٹکاتا پھر رہا ہے۔ آخر ایک جگہ اس نے انہیں روکنے کو کہا اور بولا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔ جس کے ہاتھ بھی نیچے آئے اس کے لیے اچھا نہیں ہوگا اور ہاں بالی، تم میری طرف مڑو"۔

بالی مسکرا رہا تھا اور اس کی مسکراہٹ سو فیصدی غصہ دلانے والی تھی۔

"تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو"؟ عمران نے کہا۔

"تم خود ہی بن رہے ہو۔ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا"۔

عمران کو اگر اپنے ساتھیوں کی پرواہ نہیں ہوتی تو شاید انہیں اس نے وہیں ڈھیر بھی کر دیا ہوتا۔

دفعتاً بائیں جانب والے نشیب سے تیز سیٹی کی آواز آئی اور جنگل کے کسی دور دراز گوشے سے غالباً اس کا جواب دیا گیا۔ عمران نے اندازہ کیا کہ وہ جواب ہی تھا۔ اسے پہلی سیٹی کی بازگشت نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

"پولیس، بالی اچھل پڑا، اور عمران سے بولا "یہ کیا حماقت کر رہے ہو تم بھی کہیں کے نہ رہو گے۔ اگر انہوں نے ہمیں اس حال میں دیکھ لیا"۔ بالی نے غلط نہیں کہا تھا۔ پولیس کے لیے عمران کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے تیزی سے دائیں جانب والی جھاڑیوں کے سلسلے میں چھلانگ لگائی اور بالی اپنے ساتھیوں سمیت دوڑتا چلا گیا۔

جھاڑیاں گھنی تھیں۔ عمران کے دونوں پیر ایک دوسرے سے الجھ گئے اور وہ بری طرح گرا کہ فوری طور پر اٹھ کر بھاگنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ یک بیک کسی نے اس کی کلائیاں بڑی مضبوطی سے پکڑ لیں۔ عمران نے جھٹکا دیا۔

"ارے میں ہوں"۔ کسی نے فرنچ میں آہستہ سے کہا۔ "میں ہوں ۔۔۔۔۔ میں اگاتھا ۔۔۔۔۔۔ اٹھو، جلدی کرو"۔

عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کی کلائیاں چھوڑ دی گئیں۔ اگاتھا قریب ہی بیٹھی ہانپ رہی تھی۔ اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چلو اٹھو"۔

www.ourdu.com

عمران اٹھ کر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ اسے راہ بتاتی ہوئی نہ جانے کہاں لے جا رہی تھی۔ عمران تھوڑی دیر تک تو چلتا رہا پھر رک گیا۔ سیٹیاں اب بھی سنائی دیتی تھیں۔ لیکن آواز دور کی معلوم ہوتی تھی۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو"؟۔ اس نے پوچھا۔

"اچھا اگر میں بھی تمہارے پیچھے ہی نہ چل پڑی ہوتی تو تم کہاں ہوتے"؟۔ اگاتھا مسکرائی۔ وہ بے تکلفی پر آمادہ نظر آ رہی تھی۔ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"بولو۔ جواب دو"؟۔ وہ اٹھلائی۔

"میں اپنے آدمیوں کی تلاش میں تھا۔ ان لوگوں نے انہیں کہیں غائب کر دیا"۔

"ہوں۔۔۔۔ تو تم سچ مچ مصر کے جادوگر ہو۔۔۔۔۔ مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ کیوں"؟۔ وہ بدستور مسکرا رہی تھی۔

اردو ویب خوش آمدید

عمران سوچنے لگا کہ اس بات کا کیا جواب ہونا چاہیے۔

"سنو" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ تمہیں کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہو لیکن میں نے تم سے کون سی برائی کی ہے۔ چلو تم نے جو کچھ مجھے دیا ہے میرا حق الخدمت ہی سمجھ لو پر میں اپنے ساتھیوں کو بھوکوں مرتے تو نہیں دیکھ سکتا تھا"۔

"میں اس غار سے یہاں تک تمہارا تعاقب کرتی رہی ہوں تم جس طرح بھی ان لوگوں سے پیش آئے تھے اس سے یہ تو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ تمہارے لیے اجنبی رہے ہوں"۔

"چلو۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ دیکھو میری یاداشت بہت کمزور ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں ان سے کس طرح پیش آیا تھا۔ مگر کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں نے تم سے فراڈ کیا تھا"؟۔

"تم حقیقتاً کون ہو؟ مجھ سے نہ چھپاؤ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔ یہ میں صرف اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ وہ لوگ میرے لیے اجنبی نہیں تھے میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں"۔

"اوہ۔۔۔ وہ کون تھے"؟۔

"بہت برے لوگ۔ کم از کم میں تو ان کے خون کی پیاسی ہوں"۔

"اچھا" عمران مسکرایا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بہت چالاک ہے۔ انہوں نے ہمارے گرد کئی طرح کے جال بچھائے ہیں۔ اگر ایک سے بچ جائیں تو دوسرے میں لازمی طور پر ٹانگ الجھ جائے۔ کیوں ہے نا یہی بات"؟۔

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو"؟۔

"مطلب یہ کہ وہ مجھے زبردستی نہیں لے جا سکے تو اب تم آئی ہو"۔

"فضول بات"۔ اگاتھا نے بے زاری سے کہا۔ "تم نہیں جانتے کہ میں بالی سے کتنی نفرت کرتی ہوں اور مجھے اس وقت اس کی شکست کا منظر کتنا دلچسپ معلوم ہوا ہے۔ تم تو خود بھی مجھے کوئی بدروح معلوم ہوتے ہو۔ بالی سے یہاں سب ڈرتے ہیں"۔

"لیکن تم کیوں اس سے متنفر ہو"؟۔ عمران نے پوچھا۔

"سارے ماہی گیر اس سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ڈاکو ہے۔ سارے گھاٹ کا اجارہ دار بننے کی کوشش کرتا ہے۔ ماہی گیر کے سمندر پر اس کی حکومت ہے۔ میرے باپ کے کاروبار کو اس کی وجہ سے بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے۔ میرا بس چلے تو اس کی ہڈیاں اپنے دانتوں سے چبا ڈالوں"۔

"اگر یہ بات ہے تو میری دوستی کا ہاتھ قبول کرو" عمران نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا گیا۔ آڑی ترچھی آنکھوں کی چھاؤں میں اگاتھا کی مسکراہٹ بڑی معنی خیز لگ رہی تھی۔۔۔ لیکن عمران نے اس انداز میں پلکیں جھپکائیں جیسے اب کوئی دلگداز سا عشقیہ شعر پڑھے گا۔

" مگر تم کون ہو مجھے بتاؤ"؟۔

"میں بالی کا دشمن ہوں کیونکہ اس نے پچھلے سال جزیرہ ہفرس میں میرے خالو کو درخت سے الٹا کر گولی مار دی تھی۔۔۔۔ میں انتقام لینے آیا ہوں"۔

"لیکن وہ تمہیں کہاں لے جانا چاہتا تھا"؟۔

"وہیں جہاں میرے دوستوں کو قید کیا ہوگا۔ شاید اس طرح وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میرے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں"۔

"ارے تو چلتے رہو۔ معلوم ہوتا ہے تم بھی پولیس سے خائف ہو۔۔۔ کیوں"؟

"مجھ انتقام لینا ہے نا۔ اس لیے پولیس سے تو بچنا ہی پڑے گا"۔

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران تھوڑی دیر تک خاموش چلتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ آدمی بالی، پادری اسمتھ سے بھی تعلق رکھتا تھا"۔

پتہ نہیں۔۔۔۔ کیوں"؟۔

"یونہی، تم نے کہا تھا کہ جنگل میں زیادہ تر اسمتھ کے حلقہ بگوش ہی دیکھے جاتے ہیں"۔

"میں نہیں جانتی کہ اس کا کوئی تعلق اس سے رہا ہے یا نہیں لیکن اس وقت سوچنا پڑ رہا ہے کہ وہ پولیس کی سیٹی پر خائف کیوں ہو گیا تھا"؟۔

"کیا پولیس جنگل میں گشت کرتی رہتی ہے"؟۔ عمران نے پوچھا۔

"اکثر لیکن رات کو یہاں آنے کی ہمت کوئی بھی نہیں کرتا، اوہ کیا تم میرے پاپا سے ملو گے"؟۔

"اگر وہ خوفناک نہ ہوئے تو۔۔۔ ویسے مجھے پاپاؤں سے بہت ڈر لگتا ہے"۔

"کیوں"؟۔

"پاپا ہی ٹھہرے، پتہ نہیں کب پھاڑ کھائیں"۔

"نہیں میرے پاپا تو بہت سیدھے آدمی ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ تم بالی جیسے آدمیوں پر بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہو تو شاید وہ تمہیں سر پر ہی بٹھا لیں گے"۔

"اوہ، مگر میں اپنے ساتھیوں کے لیے کیا کروں"؟۔

"تلاش کریں گے انہیں بھی۔۔۔ جنگل عجیب ہے۔ یہاں آج بھی بہتیری ایسی جگہیں ملیں گی جہاں کوئی آدمی پہلے کبھی نہیں پہنچا"۔ اگاتھا نے کہا اور پھر چلتے چلتے رک گئی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ "سنو ایک تجویز ہے میرے ذہن میں، پاپا کو کشتیوں پر کام کرنے والوں کی ضرورت ہے میں ان لوگوں سے کہوں گی کہ میں نے تمہیں ملازم رکھا ہے۔ ابھی ان سے بالی کے معاملے کے متعلق کچھ بھی نہ بتایا جائے۔۔۔ کیا خیال ہے تمہارا"؟۔

"تم اتنی عقلمند ہو کر میں کیا بتاؤں" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن وہ مجھے پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ میں ایک بے وقوف آدمی ہوں"۔

"بیوقوف۔۔۔۔تم"؟ وہ ہنس پڑی۔

"ہاں میرے ساتھ یہی سب سے بڑی ٹریجڈی ہے کہ لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں"۔ عمران نے غم انگیز سنجیدگی سے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک میری شادی نہیں ہو سکی"۔

اور پھر وہ اس طرح شرمایا کہ کان کی لوں تک سرخ ہو گئیں اور اس کا حلیہ بڑا مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔

"ارے واہ"۔ اگاتھا نے قہقہہ لگایا۔ "تم اپنی شادی کے تذکرے پر شرماتے بھی ہو"

"ہوں، ممی کہا کرتی تھیں شرم آنی چاہیے ایسی باتوں پر"۔ عمران نے سر جھکا کر مردہ سی آواز میں کہا۔

اگاتھا پھر ہنسی مگر جلد ہی سنجیدہ نظر آنے لگی اور اس نے کہا۔ "صورت سے تم پرلے سرے کے گاؤدی معلوم ہوتے ہو۔ مگر میں نہیں سمجھتی کہ حقیقت بھی یہی ہو"۔

"تم بھی گاؤدی ہی کہہ رہی ہو"۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور پھر اگاتھا نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ اب وہ سچ مچ بوکھلا گئی۔

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔تم رو رہے ہو۔۔۔ارے بھئی واہ۔۔۔" اس نے کہا اور اس کا بازو پکڑ لیا۔

اب عمران کے حلق سے طرح طرح کی آوازیں بھی نکلنے لگی تھیں اور اگاتھا کی زبان سے تو "ارے بھئی واہ" کے علاوہ اور کچھ نکل ہی نہیں رہا تھا اور جب وہ "ارے بھئی واہ" پر مطمئن نہ ہو سکی تو بوکھلاہٹ میں اس کا سر کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔

"اب چپ بھی رہو۔ یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔ارے میں تو یونہی مذاق میں۔۔۔۔۔تم بہت اچھے ہو۔۔۔۔ میں تمہیں بہت پسند کرتی ہوں۔۔۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور اس کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگے۔

*------*------*-----*

اگاتھا کا پاپا ایک پستہ قد اور گول مٹول سا آدمی تھا۔ اوپری ہونٹ گھنی مونچھوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ آنکھیں چھوٹی اور

اردو پر خوش آمدید
www.oururdu.com

دھندلی تھیں۔ سر کے نچلے حصوں میں تھوڑے کھچڑی بال تھے درمیان کا حصہ شفاف تھا۔ شام کو اس نے عمران کو باورچی خانے میں اگاتھا کا ہاتھ بٹاتے دیکھا اور جہاں تھا وہیں رک گیا۔ عمران نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی لیکن وہ اسے گھورر ہا تھا۔

"یہ کون ہے"؟۔ عمران نے کچھ دیر بعد غراہٹ سی سنی اور اچھل پڑا۔ فرائنگ پین اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ حماقت اور بناوٹی خوف نے اس کا حلیہ بالکل تباہ کر دیا تھا۔

"میں نے آج ہی اسے ملازم رکھا ہے۔ یہ ماہی گیری بھی کر سکتا ہے پاپا"۔ اگاتھا نے جواب دیا۔

" کیا ضمانت ہے کہ یہ چور نہیں ہے"؟۔ بوڑھے نے جھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

" مجھے یقین ہے کہ یہ بے ایمان آدمی نہیں ہے۔ آج اس نے میری بڑی مدد کی ۔ مائیکل کسی طرح نکل گیا تھا۔ اگر یہ نہ مل جاتا تو آج مائیکل کی واپسی مشکل تھی"۔

" ٹھیک ہے مگر مجھ سے مشورہ کئے بغیر ملازمت دینے کی کیا ضرورت تھی"؟۔

اگاتھا نے بہت برا سا منہ بنایا۔ ایسا لگا جیسے اب رو ہی دے گی۔ پھر منمناتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں نہیں جانتی تھی پاپا کہ تم اس آدمی کے سامنے میری توہین کروگے۔ اچھی بات ہے اب مجھ پر بھی اپنے گھر کا دروازہ بند کردو"۔

" کیا بیہودہ بکواس شروع کردی تم نے"۔ بوڑھے نے ملامت آمیز لہجے میں کہا۔ "خود بھگتو گی۔۔۔۔۔۔ مجھے کیا کرنا ہے"۔

وہ وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ دفعتا عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں بہت بدنصیب آدمی ہوں۔۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ اچھا میں جا رہا ہوں"۔

"یہ۔۔۔۔ ناممکن ہے"۔ اگاتھا ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔ "تم۔۔۔۔ نہیں جا سکتے۔۔۔۔۔۔ سنا تم نے"۔

"تم نے مجھ پر اعتماد کر لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں چور ہی ثابت ہوں"۔

"ہو چکے ہو"۔

" کیا مطلب " ؟ عمران اچھل پڑا۔

" دل کے چور "۔ اگاتھا آہستہ سے بولی اور اس کی ویرانی آنکھیں مسکرا پڑیں۔

" دل ۔۔۔۔۔ یعنی کہ دل ۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا " عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

" تم سا بھولا آج تک میری آنکھوں سے نہیں گزرا "۔ اگاتھا نے مسکرا کر کہا۔

" تھوڑی دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔ " تم حقیقتاً کہاں کے باشندے ہو " ؟۔

" میں مصری ہوں، تمہیں یقین کیوں نہیں آتا ۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں ستارے کی چال سے واقف ہوں "۔

" اچھی بات ہے۔ مجھ بتاؤ کہ میں کبھی مائیکل سے پیچھا چھڑا سکوں گی یا نہیں ؟ میرے باپ نے مجھ پر بڑی زیادتی کی تھی ۔ اسے ایک مددگار کی ضرورت تھی ۔ مائیکل کا باپ اس کا مقروض تھا لہذا طے یہ ہوا کہ اگر وہ مائیکل سے دستبردار ہو جائے تو وہ قرض معاف کر دیگا۔ اس طرح ہماری شادی ہوئی تھی لیکن مائیکل ناکارہ نکل گیا۔ وہ پڑے پڑے کھانا چاہتا ہے۔ پاگل بن گیا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ پاگل نہیں ہے۔ محض اس لیے یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ کام نہ کرنا پڑے۔ کسی پاگل کے ذمے پر کون اپنا کام چھوڑ دیگا "۔

www.oururdu.com پروڈکشن

عمران مسکرایا اور وہ جلدی سے بولی۔ " کتنی پیاری ہے تمہاری مسکراہٹ "۔

" ارے باپ رے ۔۔۔۔۔ " عمران اردو میں بڑبڑایا اور دانتوں میں انگلی دبا کر فرانسیسی میں بولا ۔۔۔ " ایسی باتیں نہ کرو ۔۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے "۔

" ارے واہ ۔۔۔ " وہ ہنس پڑی۔ " ادھر دیکھو میری طرف "۔

عمران بدستور دانتوں میں انگلی دیئے سر جھکائے رہا۔ دفعتاً باہر سے شور کی آواز آئی اور اگاتھا اچھل پڑی۔ " یہ کیا " ؟۔

پھر وہ باورچی خانے سے نکل کر صدر دروازے کی طرف جھپٹی۔ لیکن عمران وہیں رہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے متعلق الجھن میں مبتلا تھا۔ پتہ نہیں وہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے " ؟۔

اگاتھا جلدی واپس آئی اس کی آڑی ترچھی آنکھیں جوش سے چمک رہی تھیں اس نے کہا۔ " ہمارے آدمیوں نے

ایک چور پکڑا ہے اس کی مرمت کر رہے ہیں وہ ہماری مچھلیاں چرا رہا تھا۔۔۔۔۔ کالا آدمی"۔

" کالا آدمی۔۔۔۔ "عمران چونک پڑا۔ " کہاں "؟۔

" مچھلیاں جنگل کے سرے پر لا کر رکھ دی گئی تھیں۔ ہمارے آدمی شاید تھک گئے تھے کچھ دیر بیٹھ کر تمبا کو نوشی کرنا چاہتے تھے۔ وہ پتہ نہیں کدھر سے آیا۔ اور ان کی نظریں بچا کر مچھلیاں چرانے لگا"۔

" کیا وہ اسے یہاں پکڑ لائے ہیں "؟۔

" ہاں، باہر احاطے میں، مگر وہ بڑا سخت جان معلوم ہوتا ہے"۔

" کہیں وہ میرا ساتھی نہ ہو۔۔۔۔ مجھے دکھاؤ" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں"۔

اگاتھا اسے ایک کمرے میں لائی جس کی کھڑکیاں احاطے کی طرف کھلتی تھیں۔

" یہاں سے دیکھو۔ میں فی الحال نہیں چاہتی کہ تم پاپا کے سامنے جاؤ"۔

خوش آمدید

عمران نے جوزف کو پہچان لیا۔ "جو پانچ آدمیوں کو دھمکیاں دے رہا تھا اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک موٹی سی سلاخ تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے وہ لوگ اس سے الجھتے رہے ہوں اور وہ کسی طرح چھٹکارا پانے میں کامیاب ہو گیا ہو اب وہ انہیں للکار رہا تھا لیکن وہ آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ اگاتھا کا باپ چیخ چیخ کر ان سے کہہ رہا تھا۔ "بڑھو۔۔۔۔۔ مار ڈالو۔۔۔۔۔ سور کو۔۔۔۔۔ مارو"۔

" یہ میرا ساتھی ہی ہے"۔ عمران نے اگاتھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ " اسے بچاؤ کسی طرح وہ چور نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہم لوگ بالکل مفلس ہیں۔ ہمارے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے اس نے بھوک سے مجبور ہو کر ہی مچھلیاں چرائی ہوں گی"۔

" یہ تو بہت برا ہوا۔ ابھی پاپا کہہ چکے ہیں تمہارے متعلق کہ کہیں چور نہ ہو۔ میں ابھی ان سے یہ بھی نہیں بتانا چاہتی کہ تم بالی کے دشمن ہو۔ اس سے انتقام لینے آئے ہو۔ اگر اس کا تذکرہ بھی ہوا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ بالی نے تمہیں کسی مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے۔ بہت برا ہوا۔۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا"۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں بوڑھا جوزف کو پولیس کے حوالے نہ کر دے۔۔۔۔ تو یہ لوگ بالی اور اس کے ساتھیوں

کے ہاتھ نہیں لگ سکے تھے لیکن بالی کے ہاتھ لگنا اتنا خطرناک نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ پولیس کے ہاتھ لگنا۔

"تو کیا پھر مجھے ہی اس کی مدد کرنی پڑے گی"؟۔ اس نے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔۔۔۔ یہ ناممکن ہے ۔۔۔۔۔۔ بالکل ناممکن"۔

"ہوں تو میں اسے مر جانے دوں ۔۔۔۔۔۔ اپنے ساتھی کو"؟۔

اگاتھا کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ احاطے کے پھاٹک پر بالی نظر آیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اس نے وہیں سے چیخ کر اگاتھا کے باپ کو مخاطب کیا۔ "سوتران، تم میرے آدمیوں پر مظالم کرتے ہو۔ پھر الٹا تمہیں ہی مجھ سے شکایت ہوتی ہے"۔

"یہ اور برا ہوا"۔ عمران بڑبڑایا۔

سوتران گھونسا ہلا کر کہہ رہا تھا اگر تمہارے آدمی چوری کریں گے تو ان کا یہی حشر ہوگا۔ تم چلے جاؤ یہاں سے میرے احاطے میں قدم مت رکھنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"۔

"یہ ناممکن ہے کہ تم میری موجودگی میں میرے آدمیوں پر ظلم کر سکو"۔ بالی آگے بڑھتا ہوا بولا۔ عمران نے محسوس کیا کہ سوتران کے آدمی اس سے خائف ہیں۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھا سوتران نے اپنے آدمیوں کو للکارا لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی پیش قدمی روکنے کے لیے آگے نہ بڑھ سکا۔

"میں جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اگاتھا اس کا بازو پکڑ کر گھگھیائی۔ "نہیں نہیں، تم نہ جاؤ"۔ خدا کے لیے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو"۔

"وہ تمہارے باپ کی توہین کر رہا ہے"۔

"ارے وہ تو اسی طرح لڑتے جھگڑتے ہی رہتے ہیں"۔

"جانتی ہو۔ اگر وہ میرے آدمی کو یہاں سے لے گیا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔ ٹھہرو، اور دیکھو کہ میں اس سے کس طرح نپٹتا ہوں"۔

عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اسے چہرے پر اس طرح باندھا کہ صرف آنکھیں کھلی رہیں۔ بہر حال وہ اب آسانی سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بالی کو اس کے اس نئے ٹھکانے کا علم ہو سکے۔ ویسے جوزف کو تو اس کے ہاتھوں سے بچانا ہی تھا۔

وہ تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا۔ اگا تھا گڑ گڑاتی ہی رہ گئی۔

باہر سوتراں انتہائی غصے کے عالم میں اب اپنے ہی آدمیوں کو برا بھلا کہنے لگا تھا کیونکہ بالی جوزف کے قریب پہنچ چکا تھا اور اس سے انگریزی میں کچھ کہہ رہا تھا۔

"اے" ۔عمران ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔ "تم کون ہو، جو اس طرح موسیو سوتراں کی حدود میں بغیر اجازت گھس آئے ہو"؟۔

بالی اس کی طرف مڑا اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"چلے جاؤ یہاں سے" ۔عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ سوتراں بھی حیرت سے منہ کھولے کھڑا تھا۔ کبھی وہ عمران کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی صدر دروازے کی طرف۔

"یہ کیا بک رہا ہے؟۔ اسے دیکھو" ۔بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ عمران کی طرف جھپٹا۔ عمران کا داہنا ہاتھ ایک کے جبڑے پر پڑا اور وہیں سے اس نے دوسرے کی گردن پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ اس کے قدموں میں چلا آیا اور پہلا دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسرے کے سر پر عمران نے ٹھوکر بھی رسید کی تھی۔ پہلا آدمی اٹھ کر دوبارہ جھپٹا۔ لیکن اس بار اس کی داہنی کنپٹی پر عمران کا ہاتھ پڑا اور کچھ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ وہ دوبارہ نہ اٹھ سکا۔ دوسرا آدمی جس کے سر پر اس نے ٹھوکر ماری تھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر دوسری ٹھوکر نے اسے بھی اس سے باز ہی رکھا۔

بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں کا حشر دیکھ کر عمران کو ایک گندی سی گالی دی اور اس پر ٹوٹ پڑا۔

سوتراں اور اس کے آدمی پرجوش تماشائیوں کی طرح دانت پر دانت جمائے کھڑے تھے۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ بالی عمران پر جھپٹتے ہی جوزف چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا ہے۔ انہوں نے اسے پھاٹک پر دیکھا لیکن اس کے نکل جانے کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی ہی جگہوں پر کھڑے رہے کیونکہ موجودہ تماشا اس کی مرمت کرنے سے کہیں زیادہ دلچسپ تھا۔

انہوں نے اپنے ایک بڑے اور طاقت ور دشمن کو ایک نامعلوم آدمی کے ہاتھوں پٹتے دیکھا جس نے اپنا چہرہ سفید رومال سے چھپا رکھا تھا اور شاید انہیں اس پر سب سے زیادہ حیرت تھی کہ وہ ان کے مالک سوتراں ہی کے گھر سے نکلا تھا۔

بالی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن ابھی تک وہ عمران کو پکڑ لینے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف اس کے لیے کوشاں تھا کہ کسی طرح عمران کو پکڑ کر بے بس کر دے۔

عمران نے ایک بار اسے اس کا موقعہ دے کر اتنی پھرتی سے دھوبی پاٹ مارا کہ سوتر اں اور اس کے آدمی بیک وقت چیخ پڑے۔

بالی کسی بڑے شہتیر کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ وہ چت پڑا حیرت سے آنکھیں پھاڑے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر یک بیک اٹھا اور بے تحاشا پھاٹک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پتہ نہیں وہ خائف تھا یا اس شکست کے بعد سوتر اں سے رو درو نہیں ہونا چاہتا تھا۔

وہ سب بے تحاشا ہنس پڑے اور عمران تیر کی طرح گھر کے اندر آیا۔ وہ اپنی پشت پر سوتر اں کی آواز سن رہا تھا۔ " نہیں، تم سب یہیں ٹھہرو۔ پھاٹک بند کر دو۔ آج کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ وہ بے شرم زیادہ آدمی لے آئے گا۔ شاید آج مجھے پولیس ہی کی مدد حاصل کرنا پڑے"۔

اردو پر خوش آمدید
www.oururdu.com
پروڈکشن

عمران سیدھا باورچی خانے میں آیا اور چولھے پر فرائی پان رکھ کر اس میں زیتون کا تیل انڈیلنے لگا۔

" ارے، ارے " ۔ اگاتھا نے کہا، جو اس کے پیچھے دوڑی ہوئی آئی تھی۔

" کیوں ۔ ۔ ۔ ؟ کیا ہوا " ؟ ۔ عمران نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

" ارے تم ابھی لڑ رہے تھے اور ابھی کھانا پکانے لگے " ۔

" ہائیں تو پھر کیا کھانے سے بھی ہاتھا پائی کروں " ؟ ۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

" عجیب آدمی ہو " اگاتھا ہنس پڑی۔

" ادھر آؤ " ۔ صحن سے آواز آئی۔ عمران چونک پڑا۔ سوتر اں اسے بلا رہا تھا۔

وہ باورچی خانے سے نکل آیا۔ سوتر اں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر پوچھا۔ " تم کون ہو " ؟ ۔

" پہلے یہ بتاؤ پاپا، کام کا آدمی ہے یا نہیں " ؟ ۔ اگاتھا بول پڑی۔

" بہت زیادہ " ۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ " لیکن یہ ہے کون " ؟ ۔

" میں کھانا بھی بہت اچھا پکا سکتا ہوں موسیو " ۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ مگر تم حقیقتاً کون ہو"؟۔

"ایک مسافر، میں اسی آدمی بالی کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ اس نے فقرس میں میرے خالو کو درخت سے الٹا لٹکا کر گولی ماردی تھی۔۔۔۔ "میں بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا ہوں"۔

" کیا وہ تمھیں پہچانتا ہے"؟۔

"ہاں، اسی لیے میں نے اپنا چہرہ چھپالیا تھا ورنہ وہ مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیے پولیس کی مدد حاصل کرنے دوڑا جاتا اور میرا کھیل ختم ہو جاتا"۔

"ہوشیار بھی ہو"۔

"بڑے بڑے نقصانات اٹھا کر یہاں تک پہنچا ہوں۔ میرے ساتھ چار آدمی اور بھی ہیں جن میں ایک عورت ہے"۔

ون اردو پر خوش آمدید
پروجیکٹیوز پروڈکشن

"عورت"؟۔ اگاتھا اچھل پڑی۔

"ہاں میرے دوست کی بیوی۔۔۔۔۔ جس کی موٹر لانچ پر فقرس سے یہاں تک آئے تھے"۔

"موٹر لانچ پر"؟۔ سوزان نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں، بہت بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا تھا ہمیں۔۔۔۔ ہم جنگل کی جانب والے ساحل پر اترے تھے اور دوسرے دن پولیس نے ہماری لانچ پر قبضہ کرلیا تھا اور ہم کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گئے تھے۔ جنگل میں کئی بار بالی اور اس کے ساتھیوں سے جھڑپ ہو چکی ہے لیکن وہ بچ کر نکل ہی گیا۔ اب جب تک وہ ہم میں سے ایک ایک کو نہیں مار ڈالے گا۔ اسے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بڑا اچھا موقع تھا۔ میں اسے ختم کر ہی دیتا۔ مگر پھر سوچا کہ آپ دشواریوں میں پڑیں گے۔ اگر اس کی لاش آپ کے احاطے سے اٹھائی گئی"۔

"بہت سمجھدار ہو"۔

"وہ کالا آدمی میرے ساتھیوں ہی میں سے تھا"۔

"ہائیں"۔

"ہاں موسیو، وہ چور نہیں ہے بھوک سے بیتاب ہو کر اس نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی ہو گی۔ میرے بھی ساتھی

بھوکے ہوں گے۔ ان کے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے۔ بالی اسے اس لیے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا کہ اس سے ہمارا پتہ پوچھے"۔

پھر عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ آج اگاتھا سے ملا تھا اور مائیکل کے سلسلے میں اس کی مدد کی تھی اور واپسی پر اپنے ساتھیوں کو غار میں نہیں پایا تھا۔ اس کے بعد اگاتھا بولی۔

"مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ میں یہی سمجھی تھی کہ یہ بالی ہی کا آدمی ہے اور کسی خاص مقصد کے تحت ہمارا اعتماد حاصل کرنا چاہتا ہے اس لیے میں نے اس کا تعاقب کیا تھا لیکن وہاں اسے بالی اور اس کے آدمیوں سے الجھتے پایا"۔

اس نے پورا واقعہ دہرایا۔

سوتراس سنتا رہا جب وہ خاموش ہوئی تو ایک لمبی سانس لے کر بولا۔ "ٹھیک ہے مگر یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ ان لوگوں کا داخلہ یہاں قانونی طور پر نہیں ہوا"۔

"یہ دشواری میری نظروں میں بھی ہے اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ کسی شریف آدمی کے لیے بار نہ بنوں۔ یہی بات میں نے مادام اگاتھا کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی"۔

"تو اب تمہارے ساتھی کہاں ہیں"؟۔ سوتراس نے پوچھا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔ اتفاق سے کالا آدمی اس طرح ہاتھ آیا تھا لیکن بالی کی وجہ سے وہ بھی نکل گیا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ بھوکے نہ مر جائیں"۔

"سنو"۔ سوتراس کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "بالی ایک با اثر آدمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کتنا کمینہ آدمی ہے لیکن قانون اسی کا ساتھ دے گا۔ وہ یہاں سے پٹ کر گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اس سلسلے میں کیا کرے گا۔ مناسب یہی ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ویسے میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی مدد ضرور کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر وہ تم لوگوں کو پہچانتا نہ ہوتا تو بات دوسری تھی"۔

"یقیناً وہ ہمیں پہچانتا ہے لیکن اگر ہمیں کہیں پیر جمانے کی جگہ مل جائے تو اس کے فرشتے بھی ہمیں نہ پہچان سکیں گے"۔

"وہ کس طرح"؟۔

"ہم کسی نہ کسی مضبوطی ہی کی بنا پر یہاں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے ہوں گے یہ نہ سمجھئے موسیو، کہ ہم بالکل مفلس ہی آئے تھے۔ ہمارے پاس یہاں کی کافی کرنسی تھی۔ لیکن ہمارے ایک ساتھی کی بدعقلی کی وجہ سے ضائع ہو گئی"۔

"میں پوچھتا ہوں وہ تمہیں پہچان کیوں نہ سکے گا"؟۔

"ہم اپنی شکلیں بآسانی تبدیل کر سکتے ہیں"۔

"اوہ"۔

*_______*______*______*

ون اردو پر خوش آمدید
پرووایکٹیوز پروڈکشن

رات کو عمران دو ماہی گیروں کو ساتھ لے کر اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا انہوں نے اسے وہ جگہ دکھائی جہاں جوزف نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی۔

عمران نے ماہی گیروں کو وہیں سے واپس کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جنگل میں بالی کے آدمی یقینی طور پر موجود ہوں گے۔ لہذا سونرا ان کے آدمیوں کے ساتھ اس کا دیکھا جانا مناسب نہ ہوگا۔

جہاں جوزف نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی وہ جنگل ہی کا ایک حصہ تھا۔ عمران نشیب میں اترتا چلا گیا۔ محدود روشنی کی چھوٹی سی ٹارچ جو ہر وقت اس کی جیب میں پڑی رہتی تھی اس وقت بھی کام آ رہی تھی۔

لیکن اتنے بڑے جنگل میں انہیں ڈھونڈ نکالنا آسان کام تو نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اگر بالی اور اس کے ساتھیوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ انہیں آوازیں ہی دیتا پھرتا۔

اس بار صحیح معنوں میں اس کے ساتھی اس کے لیے دردِ سر بن گئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ اکیلے کام میں لطف ہے اس پر کچھ ساتھیوں کی موجودگی پانی پھیر دیتی ہے۔ مگر وہ تو مجبوراً ساتھ آئے تھے حالات ہی ایسے تھے کہ انہیں لانا پڑا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ادھر ادھر بھٹکتا رہا لیکن ساتھیوں کا سراغ نہ ملا۔ آخر وہ تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ رات تاریک تھی۔ جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔

دفعتاً عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ وہاں تنہا نہیں ہے۔ یہ اس کی چھٹی حس تھی جس نے اسے بار ہا بڑے بڑے خطرات سے بچایا تھا۔

وہ بڑی تیزی سے نشیب میں رینگ گیا۔ ایک دراڑ سی تھی جس میں رینگتا ہوا وہ نیچے جا رہا تھا۔ پھر وہ رک گیا۔ سوچنے لگا ہو سکتا ہے وہم ہی رہا ہو۔

ان دنوں بالکل جانوروں کی سی زندگی ہو رہی تھی۔ ذہن ڈھنگ سے سوچ ہی نہیں سکتا تھا اور پھر حالات کچھ ایسے تھے کہ کچھ سوچنا بھی فضول ہی تھا اس کے دشمن اسے لائے تھے اور پھر اس طرح چھوڑ دیا تھا کہ موت کو بھی تلاش کرنے میں دشواری پیش آئے۔۔۔ کیا بوغا پاگل ہی تھا؟۔

لیکن وہ جعلی نوٹ جس نے رابرٹو کو پولیس کے چکر میں پھنسا دیا تھا؟ تو پھر اتنی ہی سی بات کے لیے بوغا نے اسے اور اس کے ساتھیوں کی وہاں سے لانے کی زحمت گوارہ کی تھی اور خود اپنے کئی آدمیوں کو مفت میں پھنسوا دیا تھا۔

عمران یہی سب کچھ سوچتا ہوا دراڑ میں چت لیٹ گیا۔ آخر وہ چاہتا کیا تھا؟ کیا ابھی تک جو کچھ ہوا ہے بوغا کی خواہش کے مطابق ہوا ہے یا عمران نے کہیں اس کی توقعات کو دھچکا بھی پہنچایا ہے؟۔

ایک بار پھر اسے محسوس ہوا جیسے اس نے قریب ہی کسی قسم کی آواز سنی ہو۔ جس جگہ وہ لیٹا ہوا تھا۔ وہاں دراڑ کی گہرائی دو فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ یک بیک اوپر سے اسے کسی کی کھوپڑی دکھائی دی۔ کوئی دراڑ میں دیکھ رہا تھا۔ دوسری ہی لمحے میں عمران کے دونوں ہاتھ اٹھے اور اس نے بڑی مضبوطی سے جھانکنے والی کی گردن پکڑ لی۔

"فادر۔۔۔ جوشوا"۔ شکار کے حلق سے بدقت نکلا اور عمران نے جوزف کی آواز پہچانا۔

"ابے اندھیرے کے بچے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے"؟ عمران گرفت ڈھیلی کرتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"ہائیں۔۔۔ ارے باس۔۔۔ میرے خدا تم ہو"؟۔ جوزف کی آواز میں چہکار تھی۔

عمران نے اس کی گردن چھوڑ دی اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جوزف بھی دراڑ میں کود آیا تھا۔

"مل گئی۔۔۔ باس"۔ اس نے کہا۔ "بالآخر مل گئی"۔

"کیا مل گئی"؟۔

"شیپلا لی"۔

"خدا غارت کرے تجھے جوزف کے بچے" عمران اس کی گردن دبوچتا ہوا بولا۔ "وہ لوگ کہاں ہیں"؟۔

"وہ انہیں لے گئے باس"۔ جوزف مغموم لہجے میں بولا۔ "اچھا ہی ہوا بھوکوں تو نہ مریں گے میں تو وہ جگہ بھی بھول گیا۔ کل جہاں پھل کھائے تھے۔ مگر وہ جگہ مجھ سے نہ چھوڑی جائے گی جہاں میں نے شیپلا لی کے ڈھیر ہی ڈھیر دیکھے ہیں۔ آہ باس بھوک کے مارے میرا دم نکل رہا ہے"۔

"ہوں۔۔۔۔ ٹھہرو"۔ عمران چمڑے کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا وہ ان کے لیے مچھلی کے قتلے اور روٹیاں لایا تھا۔ جوزف کسی بھوکے کتے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔

"وہ کس طرح پکڑے گئے"؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ باس، پہلی بار تو ہم بچ گئے تھے۔ صرف میرا سر پھٹا تھا۔ اف فوہ کتنا شدید درد ہے یہ شیپلا لی بھی عجیب چیز ہے باس، بس دو تین پتیاں چبا لو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ساری دنیا جاگ پڑی ہو"۔

"ابے میں پوچھ رہا ہوں وہ لوگ کیسے پکڑے گئے تھے"؟۔

"جیسے چوہے پکڑے جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لیا۔ پہلی بار ہم سب نکل گئے۔ دوسری بار میں ہی نکل سکا"۔

پھر اس نے بتایا کہ کس طرح بھوک سے بیتاب ہو کر اس نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی اور پکڑا گیا تھا اور باقی نے اسے ماہی گیروں سے چھڑانے کی کوشش کی تھی پھر وہ خود ہی نکل بھاگا تھا۔

"اور اس وقت باس"۔ اس نے حلق سے نوالہ اتارتے ہوئے کہا۔ "تمہارے ستارے بہت اچھے تھے کہ میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ بہت دیر سے تمہارا پیچھا کرتا رہا تھا۔ بس یہی سوچ رہا تھا کہ شاید کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں کچھ کھانے کو بھی مل سکے"۔

عمران کچھ نہ بولا۔ جوزف کے منہ سے نکلنے والی "چپڑ چپڑ" سنتا رہا۔ وہ جب کھانے بیٹھتا تھا تو اس کے منہ سے ایسی ہی آوازیں نکلتی تھیں جیسے تنہا وہی نہیں بلکہ اس کا پورا قبیلہ کھانا کھا رہا ہو۔ عمران صفدر، چوہان اور جولیا کے متعلق

www.oururdu.com

سوچ رہا تھا۔ اگر بوغا کے ساتھی صرف اپنے جعلی نوٹ ہی آزمانا چاہتے تھے تو اب اس پکڑ دھکڑ کے کیا معنی؟۔ رابرٹو اور لزی جعلی نوٹوں کے چلانے کے الزام میں پکڑے ہی جا چکے ہیں۔

کچھ دیر بعد اس نے جوزف سے پوچھا۔ "کھا چکے"؟۔

"ہاں باس، اب پیاس لگی ہے"۔

"اٹھو، اور میرے ساتھ چلو" عمران نے کہا۔

سوٹر اس کے گھر کے علاوہ اسے اور کہاں لے جاتا۔

*-----*------*------*

جوزف مکان کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نکلنے کی ضرورت ہی کیا تھی جب شیپلا لی کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی تھی کیونکہ سوٹر اس کے پاس بھی ملکی کی شراب کا خاصا بڑا ذخیرہ تھا۔ اگاتھا اس کی لاعلمی میں اس کے لیے شراب مہیا کرتی تھی لیکن وہ ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگاتھا فرانسیسی ہی بول سکتی تھی اور جوزف انگریزی بول سکتا تھا عربی یا پھر اپنی مادری زبان۔

گو وہ فرانسیسی نہیں سمجھتا تھا لیکن یہ تو دیکھتا ہی تھا کہ عمران اگاتھا جیسی اڑی ترچھی آنکھیں رکھنے والی عورت پر قربان ہوا جا رہا ہے اس کا منہ حیرت سے کھل جاتا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران کو عورتوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی، جولیا جیسی خوبصورت عورت کا حشر دیکھ ہی چکا تھا۔ مگر یہ عورت۔۔۔۔۔ اگاتھا، اس میں آنکھوں کے سب سے زیادہ واضح عیب کے علاوہ اور تھا ہی کیا۔۔۔۔۔ لیکن عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اب تک اسی کے کام پر کنوراہ بیٹھا رہا ہو۔

مائیکل کی موجودگی کا علم اسے اس وقت ہوا جب اسے دوپہر کا کھانا دیا جا رہا تھا اور وہ اگاتھا پر چنگھاڑنے لگتا تھا ۔۔ اس نے کیا کہا تھا یہ تو اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا لیکن لوہے کی سلاخوں کے پیچھے اس نے وہ ایسی آنکھیں ضرور دیکھی تھیں جن سے خون ٹپک رہا تھا، جو کسی قاتل ہی کی آنکھیں ہو سکتی تھیں۔

"یہ کون ہے باس"؟۔ اس نے عمران سے پوچھا۔

"اگاتھا کا شوہر"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہولی فادر"۔ جوزف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیوں؟ تمہارا دم کیوں نکل گیا"؟۔

"وہ شوہر کو کمرے میں بند کر کے تم سے چہلیں کرتی ہے باس؟۔ میرے خدا"۔

"مجھ سے عشق ہوگیا ہے اسے۔ اس لیے سب ٹھیک ہے۔ تمہیں شراب اور چاہئے"؟۔

"کیا تمہیں اس سے نفرت نہیں معلوم ہوتی"؟۔

"اب مجھے بھی اس سے عشق ہوگیا ہے۔۔۔ کیا بکتا ہے"؟۔

"ہائیں، تمہیں بھی"؟۔ جوزف اچھل پڑا، "نہیں باس"۔

"کیوں نہیں"؟۔ عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ایسی عورت جس کی آنکھیں۔۔۔ یعنی کہ میں کیا کہوں باس۔۔۔ شاید میرا ہی دماغ خراب ہوگیا ہے"۔

"ضرور یہی بات ہے، ورنہ ایسی آنکھیں تو نکلوا لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ وہ ایک آنکھ سے مجھے دیکھتی ہے اور دوسری سے شوہر کو۔۔۔ دفع ہو جاؤ"۔

"بھاگو اپنی کوٹھڑی میں جاؤ"۔

"ضرور کوئی جادوگرنی ہے"۔ جوزف آہستہ سے بڑبڑایا اور اپنی کوٹھڑی کی طرف چلا آیا۔

عمران کو بہت کچھ کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ شہر کی طرف جاتا اور بالی کے ٹھکانوں کا پتہ لگانے کی کوشش کرتا۔ ظاہر ہے کہ رابرٹو والے واقعہ کے بعد سے پادری آسھتر والی عمارت تو پولیس کی نظروں میں آ گئی تھی اس لیے وہ بالی کے لیے بیکار ہی ہوگئی ہوگی بہر حال عمران اپنے ساتھیوں کے لیے پریشان تھا۔ پتہ نہیں بالی ان سے کیا برتاؤ کرے۔ اگر وہ بھی پولیس کے حوالے کر دیئے گئے تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ان کی رہائی ہی ناممکن ہو جائے گی۔

اگاتھا نے مائیکل کے کپڑوں کا صندوق اس کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے ایک سوٹ منتخب تو کر لیا لیکن وہ سوچ رہا تھا۔ ضروری نہیں کہ کپڑے اس کے جسم پر آ ہی جائیں کیونکہ مائیکل کا قد اس سے کچھ نکلتا ہوا تھا۔ میک اپ کا کچھ

سامان اس کے پاس پہلے ہی سے موجود تھا اور ریوالور کے ساتھ ہی تھوڑے کارتوس بھی تھے۔ پادری آمتھ کی کوٹھی سے بھاگتے ہوئے وہ بس اتنی ہی چیزیں ساتھ لا سکا تھا اور انہیں ہر وقت پاس ہی رکھتا تھا۔ یہ تھیلا اس وقت بھی اس کے شانے سے لٹکا ہوا تھا جب پچھلے دن اس نے چشمے پر پھل توڑے تھے۔

مائیکل کا سوٹ غنیمت ہی ثابت ہوا اور جب وہ میک اپ کر چکا تو اگاتھا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔ "تم ضرور بھوت ہو۔ ایسا آدمی آج تک میری آنکھوں سے نہیں گزرا۔ کیا مجھے ساتھ نہ لے چلو گے"؟۔

"تم کہاں جاؤ گی ۔۔۔۔۔۔۔ کھیل بگڑ جائے گا"۔

"باتیں نہ بناؤ، میری آنکھوں کی وجہ سے تمہیں شرم آئیں گی"۔ وہ گلوگیر آواز میں بولی۔

"آنکھیں ۔۔۔۔۔ ارے واہ، تمہاری آنکھیں تو بڑی کلاسیکل ہیں۔ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ کلوپٹرا بھی بیک وقت مشرق اور مغرب کی طرف دیکھ سکتی تھی"۔

"میرا مذاق اڑا رہے ہو"؟۔ وہ روہانسی ہو گئی۔

"ارے تم آنکھوں کی پرواہ کیوں کرتی ہو۔ تم جیسی چاہتی ہو ویسی ہی ہو جائیں گی اس کام سے نپٹنے کے بعد میں تمہیں اسپین لے چلوں گا ۔۔۔۔ قصرالحمرا کا نام سنا ہے تم نے"؟۔

"سنا ہے ۔۔۔۔ مگر اس سے کیا"؟۔

"اوہ، وہاں بہت کچھ ہے۔ شہزادہ ابوبلبل نے وہاں کالے گلاب کا ایک پودا لگایا تھا جو آج بھی موجود ہے اور ہر قسم کی آنکھوں کے لیے مفید ہے"۔

"پتہ نہیں کیا بک رہے ہو"؟۔

"ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ اس نے اس کا داہنا گال تھپتھپا کر کہا۔ "ذرا اسی سپاہی زادے کا خیال رکھنا ۔۔۔۔۔۔ اور ہاں ۔۔۔۔۔ تم نے ابھی تک مجھے یہاں کی کرنسی نہیں دی"۔

اردو پر خوش آمدید
www.oururdu.com
پروڈکشن

*-------*------*-------*

وہ سب سے پہلے اس ہوٹل میں آیا جہاں رابرٹو کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔ قصہ ابھی تازہ ہی تھا اس لیے اس کے متعلق معلومات بہم پہنچانے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ رابرٹو جیل ہی میں تھا اس کی نشاندہی پر ہی وہ تجوری برآمد کر لی گئی تھی جس میں عمران نے جعلی کرنسی کے ڈھیر دیکھے تھے۔ لیکن رابرٹو کی اصلیت سے پولیس آگاہ نہیں ہو سکی تھی۔ ہوتی بھی کیسے، رابرٹو بھلا کیسے بتا دیتا کہ وہ کون ہے۔ اس پر چالیس آدمیوں کے قتل کا الزام تھا۔ فرانس کی حکومت اسے اٹلی بھجوا دیتی اور پھر وہاں اس کے لیے پھانسی کے پھندے کے علاوہ اور کیا ہوتا۔

بالی اور اس کے ساتھی کہیں بھی نظر نہیں آئے لیکن اتنا تو اس نے معلوم کر ہی لیا تھا کہ بالی یہاں کے معزز آدمیوں میں سے ہے اور ایک بڑی شاندار عمارت میں رہتا ہے پھر اسے جنگل کی ان پر اسرار آوازوں کا خیال آیا جو پچھلی دو راتوں سے نہیں سنی گئی تھیں اور جزیرے کے کئی آدمیوں پر اس کا اچھا ہی اثر پڑا تھا۔ عمران نے جگہ جگہ اس کا تذکرہ سنا۔ لیکن ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ پولیس نے اس کی چھان بین کے سلسلے میں جدوجہد تیز کر دی ہے۔

ایک جگہ اس نے ایک سیاح کو اس کے متعلق گفتگو کرنے پر آمادہ کر ہی لیا۔ یہ کوئی انگریز ہی تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ پچھلے ایک ماہ سے جزیرے میں مقیم ہے۔

"یہ آوازیں میں نے بہت سنی ہیں" اس نے کہا۔ "لیکن یہاں کے لوگ ان کے بارے میں مضحکہ خیز حد تک سنجیدہ نظر آتے ہیں۔ کیا آپ یہاں آج ہی آئے ہیں"؟۔

"نہیں کل" عمران نے کہا۔ "میں سائپرس سے آیا ہوں"۔

"پچھلی دو راتوں سے آوازیں نہیں سنائی دیں" سیاح بولا۔ "شکر ہے کہ پولیس بھی عام لوگوں کی طرح احمق نہیں ہے"۔

"میں نہیں سمجھا" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"پولیس کا خیال ہے کہ جنگل کو کسی غیر قانونی حرکت کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے لہذا اب جب بھی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ عام آدمی تو گھروں میں دبک جاتے ہیں لیکن پولیس حرکت میں آ جاتی ہے۔ ویسے ابھی تک تو ان آوازوں کا معمہ نہیں حل ہو سکا۔ آج کل تو دن میں بھی وہاں پولیس گشت کرتی رہتی ہے"۔

"میں نے کسی کو کہتے سنا ہے کہ کسی پادری۔۔۔"

"اوہ، ہاں، آسمتھ کا نام سننے میں آتا ہے"۔ سیاح نے کہا۔ "لیکن وہ ہے کہاں کچھ دن پہلے وہ جنگل کے قریب کی ایک کوٹھی میں رہتا تھا۔ بہت دنوں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ پرسوں اس عمارت سے لاکھوں کی جعلی کرنسی برآمد ہوئی ہے اور جسے اس کرنسی کو چلاتے ہوئے پکڑ لیا گیا تھا۔ اس کا بیان عجیب و غریب ہے وہ کہتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی جہاز میں سفر کر رہا تھا اسے زبردستی اس جزیرے میں اتار دیا گیا اور کچھ لوگ اسے اس عمارت میں لے گئے اور وہاں چھوڑ دیا۔ دوسری خبر یہ ہے کہ وہ کسی جہاز میں سوئے تھے۔ آنکھ کھلی تو اس عمارت میں پایا۔ مگر یہ سب افواہیں معلوم ہوتی ہیں سرکاری طور پر اس کے بیان کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ بہر حال اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آسمتھ کوئی قانون شکن ہی ہے"۔

اس سیاح کی گفتگو نے عمران کو نئی الجھن میں مبتلا کر دیا اگر آسمتھ پر غیر قانونی حرکت کے ارتکاب کا شبہ کیا جا رہا تھا تو جعلی کرنسی کا قصہ چھیڑ کر اسے مزید تقویت کیوں دی گئی؟۔

ظاہر ہے کہ وہ جعلی کرنسی اس عمارت میں اسی لیے چھوڑ دی گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے استعمال کریں اور پکڑے جائیں۔ جوزف کو تہ خانے میں سونے کے ڈھیر نظر آئے تھے لیکن پھر انہیں وہاں سے ہٹا بھی لیا گیا تھا اور جس طرح جوزف ان ڈھیروں تک پہنچا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے وہاں تک لے ہی جانا چاہتے تھے آخر کیوں؟۔

کیا رابرٹو نے کسی ڈھب سے تہ خانے اور سونے کے ڈھیروں کا تذکرہ بھی پولیس سے کیا ہو گا؟۔

وہ سوچتا ہوا بالی کی کوٹھی کی راہ پر ہو لیا۔ چونکہ مشہور آدمی تھا اس لیے وہاں تک پہنچنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئی۔

اصل عمارت کے گرد تقریباً چار فرلانگ کے رقبے میں چار فٹ اونچی چہار دیواری تھی اور احاطے میں داخل ہونے کے لیے تین پھاٹک تھے۔ بالی کی مالی حالت سوتر اس سے کہیں زیادہ بہتر معلوم ہوتی تھی وہ اس کے مقابلے میں بالکل دہقانوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔

دفعتاً سامنے والے پھاٹک سے اسے ایک عورت نکلتی دکھائی دی جس نے بڑے بے ڈھنگے پن سے میک اپ کر رکھا تھا اور عمر بھی چالیس سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔

البتہ خدوخال برے بھی نہیں تھے۔ ابھرے ہوئے ہونٹ لپ اسٹک کی زیادتی کی وجہ سے تازہ گوشت کے لوتھڑے سے معلوم ہو رہے تھے پھاٹک سے نکل کر وہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اس طرح اس کے سامنے آ گیا جیسے اس کا راستہ روکنا چاہتا ہو۔ عورت ٹھٹک گئی اور چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔

" ارے تو یہ۔۔۔۔۔۔ ہونٹ ہی ہیں " ۔ عمران احمقانہ انداز میں بڑبڑایا اور اس کے چہرے پر شرمندگی سی نظر آنے لگی۔

" کیا بکواس ہے "؟ ۔ عورت نے اسے اوپر سے نیچے تک گھورتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مادام۔۔۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں " عمران ہکلایا مجھے دور سے ایسا لگا تھا جیسے آپ دانتوں میں سرخ گلاب دبائے ہوئے ہوں۔ اوہ کتنا گدھا ہوں میں "۔

"ہوں" ۔ عورت ہونٹ بھینچ کر مسکرائی اس کی آنکھوں میں شرارت کی جھلکیاں تھیں۔ آخر اس نے کہا۔ "واقعی گدھے ہی معلوم ہوتے ہو"۔

ون اردو پر خوش آمدید
[illegible] پروڈکشن

"ہوں نا"؟ ۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "خدا کا شکر ہے کہ آپ نے اعتراف کر لیا ورنہ کوئی بھی اس بھری پری دنیا میں میرے گدھے پن پر یقین کرنے کو تیار نہیں"۔

" کہاں سے آئے ہو "؟ ۔

"جبرالٹر سے۔۔۔۔ ڈان ڈھمپ نام ہے " ۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ، اسپینی ہو "؟ ۔

"ہاں سی نورا۔۔۔۔۔ سرخ گلاب میری کمزوری ہے۔ میں نادم ہوں " عمران اس سے رخصت ہونے کے لیے تعظیماً جھکا۔

" تم نے میرا وقت خواہ مخواہ برباد کر دیا " ۔ عمران مسکرایا۔

"میں ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں سی نورا"۔

" تم جھوٹے ہو۔۔۔۔۔ صاف صاف بتاؤ کیا چاہتے ہو "؟ ۔

" اب تو میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے گولی مار دیں۔ میرے لیے اس کا تصور بھی تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ کا وقت برباد ہوا"۔

"بالکل جھوٹے"۔ عورت انگلی اٹھا کر ہنسی۔ "تم بالی کا ایکویریم دیکھنے آئے ہو۔ جو لاتو شے کی ایک مشہور چیز ہے"۔

"اُم مم۔۔۔۔ بُب بم۔۔۔۔" عمران ہکلا کر رہ گیا پھر احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"جھوٹ کہہ رہی ہوں؟۔ یا اب بھی میں نے دانتوں میں گلاب دبا کر رکھا ہے۔۔۔۔ گدھے کہیں کے۔۔۔۔ تمہیں جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔ تمہیں ایکویریم دکھاوں مگر اس شرط پر کہ تم مجھے الحمرا کی کہانیاں سناو گے"۔

"ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔ سی نورا مجھے الحمرا کی لاتعداد کہانیاں یاد ہیں۔۔۔۔ اسپین گیتوں اور کہانیوں کی سرزمین ہے۔

عمران کو توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی آسانی سے اس احاطے میں داخل ہو سکے گا۔ اس نے تو بس یونہی اندھیرے میں ایک تیر پھینکا تھا اور پھر وہ ایک ایسے جزیرے کی بات تھی جس پر فرانسیسی تہذیب کا سایہ تھا ورنہ اگر کہیں اس نے اپنے یہاں کی کسی عورت کے دانتوں میں گلاب دیکھنے کی کوشش کی ہوتی تو خود اس کے دانت شاید پیٹ ہی میں اتر جاتے۔

عورت اسے احاطے میں لائی۔ وہ بڑے نیازمندانہ انداز میں اس سے ایک قدم پیچھے چل رہا تھا۔

ایکویریم کی دیکھ بھال میں ہی کرتی ہوں"۔ عورت کہہ رہی تھی۔ "بالی کا شوق تو صرف چار دن کا ہوتا ہے۔ مچھلیاں پال لیں اور اس کے بعد اسے بھول گیا۔ بہت بڑی رقم صرف ہوئی ہے ان مچھلیوں پر دنیا بھر کی اقسام مل جائیں گی"۔

"تو میں آپ کو مادام بالی کے نام سے مخاطب کروں سی نورا"؟۔

"ارے نہیں، ہشت، وہ میرا سوتیلا بیٹا ہے"۔

"اوہ میں معافی چاہتا ہوں مادام"۔

وہ اسے عمارت میں لائی اور پھر وہ اس بڑے کمرے میں پہنچے جہاں شیشے کے بڑے بڑے ظروف میں رنگا رنگ مچھلیاں تیر رہی تھیں۔

عمران نے خالص بچکانہ انداز میں خوشی ظاہر کی۔ عورت شاید اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ سچ مچ ایسا ہے یا بن رہا ہے لیکن اسے عمران کی آنکھوں میں سادگی، معصومیت اور حماقت کے علاوہ اور کیا ملتا۔

"محض سیاحی کی غرض سے آئے ہو"؟۔ عورت نے پوچھا۔

"ہاں سی نورا۔۔۔۔ لاتو شے۔۔۔۔ ہاہا۔۔۔۔ جنت کا ٹکڑا ہے۔۔۔۔ مجھے بہت پسند آیا۔۔۔۔ آئندہ اپنے باپ کو بھی لاؤں گا"۔

"باپ"؟۔ عورت نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں میرے ایک باپ بھی ہے"۔

"بس ایک ہی"؟۔ عورت نے تحیر آمیز سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں فی الحال تو ایک ہی ہے" عمران نے احمقانہ انداز میں جواب دیا۔ پھر کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا بولا۔ "میں بھی کتنا گدھا ہوں"۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم جیسے آدمی کو تمہارے باپ نے تنہا سفر کیوں کرنے دیا"؟ عورت بولی۔

"نہ کرنے دیتا مگر میں نے بھی شادی کر لینے کی دھمکی دی تھی"۔

پروفیکٹیوز پروڈکشن

"کیا مطلب؟۔ میں نہیں سمجھی"؟۔

"وہ جب بھی مجھ سے خفا ہوتا ہے شادی کر لینے کی دھمکی دیتا ہے۔ اس بار میں نے بھی یہی دھمکی دی تھی اس لیے خاموش ہو گیا تھا ورنہ کبھی مجھے تنہا سفر نہ کرنے دیتا۔ وہی تو سب سے کہتا پھرتا ہے کہ میں بالکل گدھا ہوں"۔

وہ ایکویریم دیکھ چکا تو عورت نے ایک ملازم کو حکم دیا کہ لان پر چائے کے لیے میز لگائی جائے اور عمران سے بولی۔ "اب تم مجھے الحمرا کی کہانیاں سناؤ گے"۔

"ضرور سناؤں گا سی نورا"۔ عمران نے کہا۔ "وہ سوچ رہا تھا کہ بالی نے اپنے قیدیوں کو اس عمارت میں تو ہرگز نہ رکھا ہوگا تھوڑی دیر تک پورچ میں کھڑے رہے پھر لان کی طرف بڑھے کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک گھنیرے درخت کے نیچے ایک میز اور دو تین کرسیاں ڈالی گئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ"۔ عورت نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے علم ہے کہ اسپینی گدھے ہریالی کے بڑے شائق ہوتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلیں تو کھوپڑیوں میں بھی سبزہ اگالیں"۔

"آئیڈیا" عمران میز پر ہاتھ مار کر اچھل پڑا۔ تھوڑی دیر تک منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میں ضرور کوشش کروں گا۔ اسپین میں اپنی نوعیت کی ایک ہی چیز ہوگی"۔

"کیا"؟۔

"کھوپڑی پر سبزہ اگانا" عمران سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "تھوڑی سی مٹی جمائی اور بیج ڈال دیئے۔ روزانہ تھوڑا تھوڑا پانی دیتے رہے۔ اس نئے خیال کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں مادام"۔

"مگر اس کا خیال رکھنا کہ دوسرے گدھے تمہاری کھوپڑی پر منہ مارنے لگیں گے"۔ عورت نے ہنس کر کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے"۔ عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا اور بیحد اداس نظر آنے لگا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر خود ہی چونک کر بولا۔ "ابھی کیا باتیں ہو رہی تھیں"؟۔

"تم الحمرا کی کوئی کہانی سنانے والے تھے"۔

"اوہ ہاں۔۔۔۔۔جی ہاں۔۔۔۔۔۔صدیاں گزریں قصر الحمرا کے در و دیوار میں اس دانشمند بکرے کی آوازوں سے گونجتے رہتے تھے"۔

عمران نے کسی بکرے ہی کی طرح دو تین بار آوازیں نکالیں اور عورت جھنجھلا کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا شروع کر دیا تم نے"؟۔

"اسٹائل ہی نورا" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "الحمرا کے گائیڈ اس طرح کہانیاں سناتے ہیں جس طرح ریڈیو پر صوتی اثرات دینے والے جھک مارنے کی آواز پیدا کرنے سے بھی نہیں چوکتے اسی طرح الحمرا کے گائیڈ کہانیاں سناتے وقت کبھی گھوڑے بن گئے کبھی گدھے کبھی بکرے"۔

"مگر تم اس کا خیال رکھو کہ اس وقت ایک مہذب آدمی کے مکان میں ہو"۔

"خیال رکھنے کی آواز اس طرح پیدا کرتے ہیں" عمران نے کہا اور اپنے سر پر دوہتھڑ مارنے لگا۔

"ارے۔۔۔۔۔ارے۔۔۔۔۔تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا"؟۔

"اور دماغ خراب ہونے کی آواز" عمران کھڑا ہو گیا۔ "بتاؤں دماغ خراب ہونے کی آواز"؟۔

"میں ملازموں کو پکار لوں گی"۔ عورت اٹھ کر پیچھے ہٹتی ہوئی خوفزدہ آواز میں بولی۔ اور عمران ہنستا ہوا بیٹھ گیا اور اس طرح سے بیٹھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

عورت آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے بولی۔ "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ"۔

"چائے ابھی تک نہیں آئی"؟ عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔ "بیٹھ جایئے۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان دنوں غرناطہ پر شہزادہ ابو بلبل کی حکومت تھی جو دن رات طبلہ بجاتا رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا دانشمند بکرا تھا۔۔۔ بیٹھ جایئے نا۔۔۔ آپ تو خفا ہو گئیں۔۔۔ ہم ایشیائی ایسے ہی گدھے ہوتے ہیں۔۔۔۔ آیئے"۔

عورت کچھ بڑبڑاتی ہوئی پھر آ بیٹھی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"ہاں تو اس دانشمند بکرے کی یہ خاصیت تھی کہ جب بھی کسی سمت سے کوئی غنیم غرناطہ پر چڑھائی کرتا۔ وہ اسی سمت منہ اٹھا کر چیخنے لگتا چیختا ہی رہتا لیکن شہزادے کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تب پھر وہ بیچارا اپنے جسم سے بمشکل تمام ایک جوں تلاش کر کے نکالتا اور شہزادے کے کان پر چھوڑ دیتا۔ پھر جیسے ہی شہزادے کے کان پر جوں رینگتی وہ طبلہ چھوڑ کر سارنگی اٹھالیتا اور بکرا اس پر سجدہ شکر بجالا کر ماضی کا خیال الاپنے لگتا"۔

"بس کرو"۔ عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "پتہ نہیں تم کس قسم کے آدمی ہو"؟

"مادام میں ایک مغموم آدمی ہوں۔ تنہائی اور اداسی صرف میرے لیے پیدا ہوئی ہیں میں خوب صورت عورتوں سے اس طرح جان پہچان پیدا کرتا ہوں۔ کچھ دیر بیٹھتے غم غلط ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے میں یہ بھول جاتا ہوں کہ اس عظیم کائنات میں اکیلا ہوں"۔ اس کی آواز رقت انگیز ہوتی جا رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے وہ کہتا رہا۔ "اگر میں نے آپ کا وقت برباد کیا ہو تو معافی چاہتا ہوں۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں"۔ وہ اٹھ گیا۔ ساتھ ہی دو آنسو بھی گالوں پر ڈھلک آئے۔

"ارے نہیں۔۔۔۔ موسیو پمپ"۔ عورت نروس ہو گئی۔

"پمپ نہیں ڈھمپ"۔ عمران نے ہچکی لے کر تصحیح کی۔

"بیٹھئے۔۔۔۔ بیٹھئے۔۔۔۔ میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ اس طرح محض تعارف حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔

"آپ کتنی اچھی ہیں"۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور بیٹھ گیا۔

"تم تنہا کیوں ہو"؟ عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا باپ مجھے شادی نہیں کرنے دیتا۔ اب میں نے سوچا ہے کہ اس کی شکل ہی نہیں دیکھوں گا۔ یہاں سے واپس ہی نہ جاؤں گا اگر کوئی کام مل گیا"۔

"کام تو بہت مل سکتا ہے"۔ عورت کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "مگر کام کی نوعیت"؟۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ملازم چائے کی ٹرے اٹھائے ہوئے آ گیا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اب کھیل ختم کر دینا چاہیے لیکن دشواری یہ تھی کہ کوئی نہ کوئی قریب یا دور نظر ہی آ جاتا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کرے۔ عورت کا دستی پرس خاصا وزنی معلوم ہوتا تھا حالانکہ اس نے اس سے مل بیٹھنے کی کوشش کی تھی اس وقت یہ نیت نہیں تھی وہ تو بس یونہی بالی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے اس سے جان پہچان پیدا کرنے کی ایک کوشش کی تھی۔ اسے مقامی کرنسی کی ضرورت تھی اور وہ اگاتھا جیسی بھولی بھالی عورت پر اپنا بار نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس نے سوچا کہ پھر کیوں نہ انہیں پر ہاتھ صاف کیا جائے جو موجودہ پریشانیوں کا باعث بنے ہیں۔ سورج غروب ہو رہا تھا عمران نے ادھر ادھر کی گفتگو کے دوران چائے پی اور پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بڑا خوبصورت باغ ہے"۔

"اگر کوئی اسپینی تعریف کرے تو پھر یقینی طور پر خوبصورت ہے"۔ عورت مسکرائی۔

"بہت خوبصورت سی نورا۔ محض اس لیے کہ آپ بھی اس وقت اسی باغ کا ایک جزو ہیں۔ آپ اٹھ جائیے تو پھر یہ بے جان ہو کر رہ جائے گا"۔

"باتیں بنانا تو کوئی اسپینیوں سے سیکھے"۔ عورت جھینپے ہوئے انداز میں ہنس کر بولی۔

عمران نے اسے باتوں میں الجھا کر ٹہلنے پر آمادہ کر لیا اور وہ ٹہلتے ہوئے احاطے کے دور افتادہ حصے میں آئے جہاں چاروں طرف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اور احاطے کی دیوار بھی قریب ہی تھی۔

"ارے۔۔۔ ارے"۔ یک بیک عورت اچھل پڑی۔ لیکن پھر اس کے حلق سے کسی قسم کی آواز بھی نہ نکل سکی کیونکہ عمران کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر تھا اور دوسرے سے وہ اس کی گردن دبا رہا تھا لیکن اس نے گردن پر اتنا زور نہیں کیا کہ وہ مر ہی جاتی۔ مقصد تو صرف یہ تھا کہ کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کیے بغیر وہ کامیاب ہو جائے۔ وہ بیہوش ہو کر اس کے ہاتھوں پر جھول گئی۔ اس نے اسے باآہستگی زمین پر ڈال دیا اور تیزی سے پرس کھول ڈالا۔ ذرا

ہی دیر بعد خالی پرس بیہوش عورت کے قریب پڑا ہوا تھا اور عمران احاطے کی دیوار چڑھ کر دوسری طرف اتر رہا تھا۔

*-----*-----*-----*

عمران گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سوتر اں صبح سے غائب ہے اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہوگا۔

" کل بالی کا خاموش رہ جانا میری سمجھ میں نہیں آ سکا تھا"۔ اس نے کہا۔ "پاپا یقیناً خطرے میں ہوں گے۔۔۔۔ میں کیا کروں"؟۔

عمران نے فوراً ہی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اگر میں موسیو مائیکل کی تھوڑی سی مرمت کر دوں تو تمہیں گراں تو نہیں گزرے گا"؟۔

" کیوں؟۔ مائیکل کیوں؟۔ میں نہیں سمجھی"؟۔

" ابھی میں تمہیں سمجھا بھی نہیں سکتا"۔

" تم کیا کرو گے"؟۔

" اگر ضرورت پڑی تو اس کی پٹائی بھی کروں گا"

" نہیں، اگاتھا نے متحیرانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی۔ " لیکن پاپا کی گمشدگی سے اس کا کیا تعلق"؟۔

" تم پرواہ نہ کرو۔۔۔۔۔ میں تعلق پیدا کر لینے کا ماہر ہوں۔۔۔۔ فی الحال ملازموں کو باہر نکال کر صدر دروازہ بند کر لو"۔

" تم اسے مارو گے"؟۔

" اوہو۔۔۔۔۔ بحث نہ کرو۔۔۔۔۔ اگر پاپا کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو"۔

ملازم سب باہر ہی تھے۔ اگاتھا نے صدر دروازہ بند کیا۔ عمران نے جوزف کو صدر دروازے کے قریب ہی چھوڑا اور تاکید کی کہ کوئی اندر نہ داخل ہونے پائے البتہ اگر آنے والا سوتر اں ہی ہو تو دروازہ کھول دیا جائے۔ پھر اس نے اگاتھا سے کہا۔۔۔ تم باورچی خانے میں جاو ہنی"۔

" کیوں"؟۔

" کیا تم اسے پیٹتے دیکھنا چاہتی ہو"؟۔

"آخر کیوں مارو گے؟۔۔۔۔ بتاو۔۔۔۔ مجھے بھی تو بتاو"؟۔

"ضروری نہیں کہ مارنا ہی پڑے لیکن اگر ضرورت پڑی۔۔۔۔"

"میں بھی چلوں گی۔۔۔"

"ہوں لیکن کسی بات میں دخل نہیں دو گی"۔

"مارنا مت"۔

"اسی لیے کہتا ہوں وہاں مت آنا۔۔۔۔ قفل کی کنجی نکالو"۔

"نہیں نہیں۔۔۔۔"

"اچھا تو پھر پاپا کو مردہ سمجھ لو"۔

"یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر بتاو کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ کیا سمجھ رہے ہو۔ مائیکل سے کیا مطلب؟۔ وہ تو کل ہی سے بند رہا ہے۔ ذرا سی دیر کے لیے بھی باہر نہیں نکل سکا"۔

" کیا میں نے ابھی تک تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے"؟۔

"نہیں، میں کب کہتی ہوں"۔

"تو پھر مجھ پر اعتماد کرو۔ جو کچھ کر رہا ہوں کرنے دو۔۔۔ اوہاں۔۔۔ یہ لو اپنی وہ رقم جو میں نے تم سے ادھار لی تھی"۔ عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور گن کر کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "میں اپنا وہ صندوق تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جس میں کرنسی تھی"۔

"میں کیا کروں گی رکھو۔ میں نے تو قرض نہیں دیا تھا"۔

"میں نے تو قرض ہی لیا تھا۔۔۔۔چلو جلدی کرو۔۔۔۔کنجی نکالو"۔

"چلو، میں بھی چلتی ہوں۔۔۔۔دخل نہیں دوں گی"۔

"اور اگر دیا تو سمجھ لو کہ میرا غصہ بڑا واہیات ہے۔ پچھلے سال میں کسی بات پر خفا ہو کر چائے کے تین چار سیٹ چبا چکا ہوں"۔

"ہنسنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن تم ہنسا دیتے ہو"۔ وہ روکھی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

کمرے کی کھڑکی کے قریب ایک اسٹول پر ایک کیروسین لیمپ رکھا ہوا تھا جس سے کمرے میں بھی روشنی تھی۔ لیمپ اندر ہی رکھنے کے لیے کمرہ کھولنا پڑتا اسی لیے وہ باہر رکھا جاتا تھا اور مائیکل تک کھانا اور پانی بھی کھڑکی کی سلاخوں ہی سے گزار کر پہنچایا جاتا تھا۔

اگاتھا کو کھڑکی کے قریب دیکھ کر مائیکل چنگھاڑنے لگا۔ وہ عمران کو بھی گالیاں دے رہا تھا۔

عمران نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ مائیکل نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے ڈاج دے کر کھوپڑی سے اس کے سینے پر اس زور کی ٹھوکر رسید کی کہ وہ دھاڑتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

www.oururdu.com
پیوایکٹیوز پروڈکشن

اگاتھا بھی لیمپ اٹھائے کمرے میں گھس آئی۔

مائیکل دیوار سے لگا بیٹھا گالیاں اڑاتا رہا۔

"اس وقت میں بہت غصے میں ہوں موسیو مائیکل۔ اس لیے ذرا نرم قسم کی گالیاں استعمال کرو"۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ مادام اگاتھا کی موجودگی میں۔۔۔"

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ورنہ دونوں کو قتل کر دوں گا"۔ مائیکل حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"لیکن اس سے پہلے بتانا پڑے گا کہ تمہیں کوکین کہاں سے ملتی ہے"؟۔

"کوکین"؟۔ مائیکل اور اگاتھا کی زبانوں سے بیک وقت نکلا۔

"ہاں کوکین۔ یہ بات کم از کم مجھ سے نہیں چھپ سکتی کہ تم کوکین کا عادی ہو"۔

مائیکل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس کے حلق سے لایعنی سی آوازیں نکلنے لگیں۔ غالباً غصے کے اظہار کے لیے اس کے پاس الفاظ نہیں رہ گئے تھے۔

" کوکین۔۔۔۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو "؟۔ اگاتھا نے کہا۔

" او۔۔۔۔ کتیا" مائیکل غرایا۔ " میں سب سمجھتا ہوں تو مجھے جیل بھجوا کر عیش کرنا چاہتی ہے"۔

"ہوش میں رہو۔۔۔۔۔ مائیکل۔۔۔۔۔ میں کہتی ہوں"۔

" کہاں ہے سوئر ان۔۔۔؟ بلاؤ اس بے غیرت کو۔۔۔۔ بلاؤ۔۔۔ " مائیکل دونوں ہاتھ ہلا کر چیخا۔

" تم لیمپ کھڑکی پر رکھ دو۔۔۔ اور جوزف کو یہاں بھیج کر خود دروازے کے قریب ٹھہرو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ "عمران نے اگاتھا سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔ جو جی چاہے کرو۔۔۔۔ میں دخل نہ دوں گی۔۔۔۔ سن رہے ہو اس کمینے کی باتیں۔۔۔"

وہ لیمپ رکھ کر چلی گئی۔

"میں ابھی اسی کمرے سے کوکین برآمد کر لوں گا اور تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تمہیں اس کمرے سے کون نکال دیا کرتا ہے۔۔۔"؟

مائیکل ہونٹ بھینچے اسے خونخوار نظروں سے گھورتا رہا۔

عمران دروازے پر جما کھڑا تھا۔ جوزف کی آمد پر اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ " اس آدمی کو پکڑے رکھو، میں کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں"۔

مائیکل مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا لیکن جوزف نے اسے قابو میں کر لینے میں دیر نہیں لگائی۔

عمران کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ مائیکل بری طرح چیخ رہا تھا اور اگاتھا کو گالیں دے رہا تھا۔ وہ جوزف کے ساتھ ہی واپس آ گئی تھی۔ عمران کی ہدایت کے مطابق صدر دروازے پر نہیں ٹھہری تھی۔

عمران نے بالآخر کوکین برآمد کر ہی لی اور سیدھا کھڑا ہو کر مائیکل سے بولا۔ " تم اور تمہارے جیسے ہی دوسرے جو آمتھو کے پرستار ہیں اسی لیے جنگل کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ تمہیں کہاں سے ملتی ہے"؟۔

" تم سے مطلب۔۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ " مائیکل دہاڑا۔

دفعتاً اگاتھا چیخ مار کر کمرے کے وسط میں آ گری۔ کسی نے اسے دروازے کے باہر سے دھکیل دیا تھا۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے میں عمران اور جوزف کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ سوتراں کا ایک ملازم ریوالور ہاتھ میں لیے دروازے میں کھڑا تھا۔

"اوہ، تو تم ہو"؟ عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم ہی اسے کمرے سے نکال دیا کرتے تھے پھر تم بھی مجھے موسیو سوتراں کا پتہ بتا ہی سکو گے۔۔۔۔۔ کیوں"؟۔

"تم انہیں کور کیے رکھو سمجھے۔۔۔" مائیکل نے ملازم کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔ "میں دل کا بخار نکالنا چاہتا ہوں"۔

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ چپ چاپ کھڑا رہے۔

مائیکل عمران پر ٹوٹ پڑا اور عمران چیخا۔ "ارے ارے، اتنے زور سے۔۔۔۔۔ ابے گردن چھوڑو۔۔۔۔۔ مرا۔۔۔ مرا۔۔۔۔۔ توبہ۔۔۔۔۔ توبہ"

"میں تمہیں مار ہی ڈالوں گا"۔ مائیکل غرایا۔

"میں مار ڈالنے سے نہیں روکتا" عمران گھگھیایا۔ "لیکن اس طرح دھمکیاں تو نہ دو کہ مرنے سے پہلے ہی قلب کی حرکت بند ہو جائے"۔

مائیکل اسے سارے کمرے میں رگیدتا پھر رہا تھا۔ اگاتھا کانپ رہی تھی اور جوزف کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ باس کو آخر ہو کیا گیا ہے۔ کیا وہ ایسا ہی چوہا ہے کہ مائیکل جیسا کوئی آدمی بھی اسے رگیدتا پھرے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کچھ کرنا چاہیے کہ یک بیک عمران سوتراں کے ملازم سے ٹکرایا اور پھر جوزف اتنا ہی دیکھ سکا کہ مائیکل اور ملازم دونوں اوپر تلے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ریوالور اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اگاتھا نے گہری سانس لی۔

"جوزف اب انہیں اتنا مارو کہ بس یہ مرنے نہ پائیں"۔ اس نے کہا۔

"دیر نہ کرو۔ پتہ نہیں پاپا کس حال میں ہوں"۔ اگاتھا ہانپتی ہوئی بولی۔

"یہ پٹے بغیر نہیں بتائیں گے۔۔۔ جوزف شروع ہو جاؤ"۔

دفعتاً ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی جنگلی بھینسا ان دونوں پر پل پڑا ہو۔۔۔ وہ چیختے رہے اور پٹتے رہے۔

کچھ دیر بعد مائیکل ہانپتا ہوا بولا۔ "بتاتا ہوں"۔

جوزف نے اس بری طرح ان دونوں کی مرمت کی تھی کہ ان میں بیٹھنے کی بھی سکت نہیں رہ گئی لیکن وہ زبان تو ہلا ہی سکے تھے۔ مائیکل نے بتایا کہ اسے کوکین جنگل ہی سے ملتی تھی اور اس کی لت پادری اسمتھ ہی نے ڈالی تھی اس کے آدمی نہ صرف کوکین کی قیمت وصول کر لیتے تھے بلکہ بعض اوقات ان نشہ بازوں کو ان کے لیے کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ عمران نے اس سے اس جگہ کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی جہاں سے کوکین ملا کرتی تھی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ اسی چشمے کے قریب ہی کہیں ہو سکتی ہے جہاں مائیکل سے پہلی مرتبہ مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔

مائیکل کو وہاں لے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا کیونکہ اطلاعات کے مطابق پولیس بھی جنگل میں گشت کرتی رہتی تھی اور پھر مائیکل تو اپنے پیروں سے چلنے کے قابل بھی نہیں رہ گیا تھا۔

آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ جوزف کو ان دونوں کی نگرانی کے لیے وہیں چھوڑ دے اور خود تنہا جائے۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھیوں کو جنگل ہی میں کہیں رکھا گیا ہوگا ہو سکتا ہے کہ سوزان بھی حقیقتاً بالی ہی کی قید میں ہو۔

www.oururdu.com

جب اگاتھا کو معلوم ہوا کہ وہ تنہا ہی جائے گا تو وہ بھی تیار ہو گئی۔

"تم"؟ عمران مسکرایا۔ "اندھیرے میں غلط راستہ بھی دیکھ سکتی ہو اس لیے مناسب یہی ہوگا کہ تم یہیں ٹھہرو۔۔۔۔ ارے ہاں، کیا تم نے سوزان کی گمشدگی کی اطلاع پولیس کو دے دی ہے"؟

"نہیں"۔

"تم نے غلطی کی ہے۔ پولیس کو اطلاع دے دو، اور رپورٹ میں یہ بھی لکھوانا کہ پچھلی شام بالی سے ان کا جھگڑا ہوا تھا۔ لیکن میرا تذکرہ نہ آنے پائے اور مائیکل کا ذکر بھی نہ کرنا"۔

"اس سے کیا ہوگا"؟۔

"دماغ میں تری رہے گی اور خواب صاف نظر آئیں گے" ۔عمران جھنجھلا گیا۔

"تو خفا کیوں ہوتے ہو مگر میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں گی"۔

"وقت برباد نہ کرو، جو کہہ رہا ہوں کرو۔ جاؤ رپورٹ درج کراؤ۔ میرے آدمی پر اعتماد کرو۔ وہ تمہارا گھر نہیں لوٹ لے جائے گا لیکن اس وقت اس کا جگ لبریز کرتی جانا"۔

عمران باہر نکلا۔ احاطہ سنسان پڑا تھا۔ وہ اس وقت بھی اسی میک اپ میں تھا جس میں بالی کی سوتیلی ماں سے ملا تھا۔

جنگل میں داخل ہوتے ہی وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس سے مڈبھیڑ ہو۔ اس کا بھی خیال تھا کہ خود اس کے بچ نکلنے کی وجہ بالی اور اس کے ساتھی بھی کافی محتاط ہو گئے ہوں گے اور اگر سوتر ان انہیں کے ہاتھ پڑا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے انہیں اس کے متعلق بتا بھی دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ بالی اس کی آدمی کے بارے میں ضرور جاننا چاہتا ہو گا جس نے سوتر ان کی حمایت کی تھی۔

وہ چلتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جس راستے پر چل رہا ہے اسے چشمے ہی پر لیجائے گا ابھی تک پولیس کی سیٹی بھی نہیں سنائی دی تھی لیکن وہ اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔

وہ کچھ دور چلتا اور پھر رک کر آہٹیں لینے لگتا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ مائیکل کی بتائی ہوئی جگہ ہی منزل مقصود ثابت ہو گی کیونکہ۔ مائیکل تو محض ایک معمولی سا کارندہ تھا جسے کوکین کا عادی بنا کر کام کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کسی ایسے غیر اہم آدمی کو اپنا اصل ٹھکانہ بتا دیا ہو۔

یک بیک وہ چلتے چلتے رک گیا اس نالے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جو شرق کی جانب پادری آسمتھ کی کوٹھی کی پشت سے گزرتا تھا۔

یہ کسی قسم کی آوازیں ہی تھیں جو نالے کی گہرائی سے آتی تھیں۔ وہ بڑی تیزی سے زمین پر گر گیا اور سینے کے بل رینگتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

یہاں نالے کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پندرہ فٹ ہی رہی ہو گی اسے تہہ میں چند متحرک سائے نظر آئے جو شرق کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس نے کسی عورت کو کہتے سنا " الگ ہٹو۔۔۔۔ چل تو رہی ہوں"۔

اور یہ آواز جولیانا فٹز واٹر کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی تھی۔ عمران نے صاف پہچانا تھا۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ سائے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ عمران بڑی احتیاط سے نشیب میں کھسکنے لگا چونکہ ان لوگوں کا رخ آسمتھ کی کوٹھی ہی کی طرف تھا اس لیے احتیاط ضروری تھی۔ کبھی کبھی وہ مڑ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا کہ کہیں یہ بھی کسی قسم کی چال ہی نہ ہو ورنہ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اس وقت اتنی آسانی سے مل جاتے اور ان کے ساتھ جولیا بھی ہوتی اس نے بھی محسوس کیا تھا کہ جولیا کو بولتے رہنے پر مجبور کیا جا رہا تھا اس بار اس نے اسے تیز آواز میں کہتے سنا۔ " کمینو، مجھ سے ہٹ کر چلو ورنہ میں ایک آدھ کی گردن میں اپنے دانت پیوست کر دوں گی"۔

عمران جہاں تھا وہیں رک گیا کیونکہ اب سائے بھی رک گئے تھے۔

"چٹاخ"۔ یہ غالباً تھپڑ کی آواز سناٹے میں گونجی تھی۔ ساتھ ہی کسی مرد نے کسی کو ایک گندی گالی دی اور پھر جولیا چیخنے لگی۔ بالکل اسی انداز میں جیسے خود اسی نے ان پر حملہ کر دیا ہو۔

عمران نے اسی سے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں میں چوہان اور صفدر نہیں ہیں ورنہ وہ خاموش نہ رہ سکتے تو پھر یہ خیال یقینی طور پر اسے پھانسنے ہی کے لیے بچھایا گیا ہے۔

دفعتاً اس نے اپنے حلق سے پولیس کی سیٹی کی آواز نکالی اور دوسرے ہی لمحے میں سائے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ نکلے۔ صرف ایک سایہ وہیں کھڑا آگے پیچھے جھول رہا تھا۔ پھر وہ زمین پر گر گیا۔

عمران اب بھی سینے ہی کے بل رینگ رہا تھا۔ اس سے ایسی حماقت نہیں سرزد ہو سکتی تھی کہ اٹھ کھڑا ہوتا۔ اگر وہ کسی قسم کا جال ہی تھا تو کچھ آدمی اس کی گھات میں بھی ضرور ہوں گے، جو بے خبری میں اس پر حملہ کر سکیں اور ضروری نہیں کہ پولیس کی سیٹی کی آواز پر وہ بھی اسی طرح بوکھلا گئے ہوں جیسے دوسرے لوگ بھاگ گئے تھے۔

وہ جولیا کے قریب پہنچ کر رک گیا جو بیہوش ہو چکی تھی۔ یہاں بھی اس نے زمین نہیں چھوڑی۔ جولیا کو وہاں سے اٹھا کر لے جانا ایک مسلہ ہی تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بائیں جانب مڑ کر ایک طرف رینگ گیا۔ دراصل اب وہ جولیا سے قریب ہی کہیں کوئی ایسی پناہ گاہ تلاش کر رہا تھا جہاں خود چھپ سکتا۔

*------*------*------*

جولیانا فٹز واٹر ہوش میں آئی تو اس نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی اسے کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہا ہو۔ گویا اس کا ذہن ابھی صاف نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے آزادی کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔

جولیا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑھ گئے اور ایک بار پھر اس کا سر چکرا گیا۔ پولیس ۔۔۔۔۔ تو اب یہ دوسرا جنجال ۔۔۔۔ جس میں شاید وہ ہمیشہ پھنسی رہے ۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی اصلیت کبھی نہ ظاہر کر سکتی۔

اسی الجھن میں اس پر پھر غشی طاری ہو گئی۔

اور جب دوسری بار اسے ہوش آیا تو فوری طور پر اس کا ذہن غشی کے اثرات سے پاک ہو گیا کیونکہ اسے اپنے گرد پولیس کے بجائے نقاب پوش نظر آئے تھے۔ سامنے ہی بالی کھڑا اسے گھور رہا تھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔ اس چہرے پر نقاب نہیں تھی۔

"تم اپنی ضد سے باز نہیں آوں گی"؟۔ بالی نے کہا۔

"میں کسی قسم کی بھی بکواس سننا نہیں چاہتی"۔

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہونے والا ہے"۔

"وہی حشر میرا بھی ہوگا"۔ جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"نادانی کی باتیں نہ کرو"۔ بالی نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم لوگ نہ تو اس جزیرے سے نکل سکتے ہو۔۔۔۔ اور نہ قیام کر سکتے ہو۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ جیل خانے کی بات دوسری ہے"۔

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی"۔

"دیکھو لڑکی مجھے غصہ نہ دلاو"۔

"اس سے پہلے بھی تمہیں غصہ آ چکا تھا"۔ جولیا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ یہ شاید کوئی زمین دوز کمرہ تھا۔۔۔ دیواروں کی ساخت یہی بتا رہی تھی۔

ایک جانب ایک بڑی میز پر دو آدمی بے حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کو تو اس نے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا کیوں کہ اس کی تصویر وہ پادری اسمتھ کی کوٹھی میں دیکھ چکی تھی۔ یہ پادری اسمتھ ہی ہو سکتا تھا۔۔۔ لیکن دوسرے آدمی کو وہ پہچان نہ سکی تھی کیونکہ وہ پہلے کبھی نظروں سے نہیں گزرا تھا۔

وہ دونوں یا تو سو رہے تھے یا بیہوش تھے۔

دفعتاً بالی نے پھر اسے مخاطب کیا۔ "کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ خبطی تم لوگوں کے لیے کچھ کر سکے گا"؟۔

"میں کچھ نہیں سمجھتی"۔

"پھر یہ ضد کیوں۔۔۔؟ ادھر دیکھو۔۔۔ تم پہلی لڑکی ہو جس نے مجھے اس طرح متاثر کیا ہے کہ آج تک کوئی بھی میری زندگی میں نہیں داخل ہو سکی"۔

جولیا نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بالی نے برا سا منہ بنایا اور پھر بولا۔ "اچھی بات ہے اب دیکھوں گا"۔

اس کے یہ الفاظ جولیا نے سنے تھے لیکن اپنے چہرے سے پریشانی ظاہر نہ ہونے دی۔

بالی تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"کیا تم انہیں جانتی ہو"؟۔ اس نے بیہوش آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

جولیا نے کانوں سے انگلیاں نکال لیں اور پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں کیا جانوں"۔

"حالانکہ تم جانتی ہو"؟۔ بالی مسکرایا۔

"اگر جانتی بھی ہوں تو مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"؟۔

"تمہاری دلیری ہی مجھے پسند ہے۔۔۔ تم خطرات میں گھر کر بھی اوسان بجا رکھ سکتی ہو۔۔۔ اور۔۔۔ اور میں بھی ایسا ہی ہوں۔۔۔ اچھا تو سنو۔ آج اس پادری کا کھیل ختم ہو رہا ہے۔۔۔ آج جنگلوں کی روحیں آخری بار چیخیں گی"

"میں نہیں سمجھی"۔

"تم اس آدمی کو ضرور پہچانتی ہو گی"۔ اس نے پادری اسمتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"شاید۔۔۔ میں نے اس کی تصویر کوٹھی میں دیکھی تھی"۔

"ہوں، یہ پادری اسمتھ ہے۔ آج میں اسے پولیس کے حوالے کر رہا ہوں اور یہ دوسرا آدمی اس کا سیکرٹری ہے"۔

بالی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "پولیس اس کی تلاش میں تھی اس لیے میرا فرض ہے کہ اسے قانون کے حوالے کر دوں بس جہاں یہ جیل میں پہنچا جنگلوں میں چیخنے والی روحیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائیں گی لیکن آج تو انہیں چیخنا ہی پڑے گا۔ کئی دنوں سے خاموش رہی ہیں۔

پہلے تو وہ کسی اژدہے کی طرح پھپھکارتی تھی مگر آج لاتعداد روحیں چیخیں گی۔۔۔ سمجھ رہی ہو میرا مطلب۔۔۔"؟

"قطعی نہیں، پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ بری روحیں اسی ادمی اسمتھ کے قبضے میں تھیں"؟۔

"بری روحیں"۔ بالی نے قہقہہ لگایا۔ "کیا تم جیسی چالاک اور ذہین عورت بھی اتنی سنجیدگی سے بری روحوں کا تذکرہ کر سکتی ہے"؟۔

" مگر۔۔۔ اسے پولیس کے حوالے کیوں کر رہے ہو"؟۔ جولیا نے پادری آسمتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

" اس لیے کہ یہ پولیس کی نظروں میں آ گیا ہے اور تم ہماری بزنس سے تو واقف ہی ہو۔ چونکہ ہمیں اس کے لیے جنگل کو استعمال کرنا تھا اس لیے ہم نے اسے بری روحوں سے بھر دیا۔ آہستہ آہستہ جزیرے کی پولیس ہوشیار ہوتی گئی۔ اس گدھے آسمتھ سے بعض ایسی حماقتیں سرزد ہوئی تھیں جن کی بنا پر پولیس پوری طرح ہماری روحوں میں سے دلچسپی لینے لگی۔ اب اگر ہم اسے قانون کے حوالے کر دیں تو پولیس پوری طرح مطمئن ہو جائے گی۔ چین سے ایک کنارے بیٹھے گی۔ اور ہم اپنا کام بھی جاری رکھیں گے۔ موجودہ حالات میں تو یہ قریب قریب ناممکن ہو کر رہ گیا ہے کہ ہم اس جنگل کو استعمال کر سکیں کیونکہ رات کو بھی پولیس یہاں گشت کرتی رہتی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے جب تم یہاں لائی جا رہی تھیں تو تم نے پولیس کی سیٹی ضرور سنی ہو گی۔ میرے آدمیوں کو بھاگنا پڑا تھا اور تم بیہوش ہو گئی تھیں اور یہ بہت اچھا ہوا کہ پولیس تمہاری طرف نہیں آئی ورنہ تم بڑی زحمت میں پڑ جاتیں"۔

بالی تیزی سے دروازے کی طرف مڑا کیونکہ ابھی ابھی ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھی۔

" کیا خبر ہے"؟۔ بالی نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" کالے آدمی کو پکڑ لیا گیا ہے لیکن وہ نہیں ملا۔ اس نے مائیکل سے ٹھکانے کا پتہ پوچھا تھا"۔

" ٹھکانے کا پتہ"؟۔ بالی ہنس پڑا۔ " اوہ تو وہ اس ٹھکانے کا پتہ پوچھ رہا تھا۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ"؟۔

آنے والا بتانے لگا۔

بالی نے پوری رپورٹ سن کر کہا۔ " وہ چالاک ہے کوکین کے متعلق اس نے محض اندازے سے کہا ہو گا لیکن اس کا اندازہ غلط نہیں ہے تو پھر مائیکل نے تو اس کو اسی غار کا پتہ بتایا ہو گا جہاں سے ان لوگوں کو کوکین ملتی ہے۔۔۔ اچھا"۔

یک بیک میز پر پڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے کروٹ لی اور ایک نقاب پوش اسے سنبھالنے کے لیے جھپٹا۔ اس کے بعد ایک اور نقاب پوش بھی آگے بڑھا اور دونوں نے بیہوش آدمی کو سنبھال کر پھر ایسی پوزیشن میں لٹا دیا کہ وہ نیچے نہ گر سکے۔

بالی ان کی طرف توجہ دیئے بغیر کہہ رہا تھا۔ " جاؤ ان غاروں کے آس پاس ہی اسے تلاش کرو۔ اس کا پکڑا جانا بیحد ضروری ہے۔۔۔ تم دونوں یہیں ٹھہرو"۔

ان دونوں نقاب پوشوں کے علاوہ اور سب چلے گئے، جو بیہوش آدمی کو سنبھالنے کے لیے میز کے قریب آئے تھے۔

بالی پھر جولیا کی طرف مڑا۔ چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تو تم میری اس پیش کش کو رد کرتی ہو۔۔۔کیوں"؟

"میں اسے ٹھکراتی ہوں"۔ جولیا نے نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"اچھی بات ہے تو اب دیکھو۔۔۔میں تمہیں۔۔" اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا اور پھر دونوں نقاب پوشوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم دوسرے کمرے میں جاؤ"۔

دونوں دروازے کی طرف بڑھے اور جولیا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بلی کسی پھاڑنے والے کتے سے بھڑ جانے کا تہیہ کر بیٹھی ہو۔

لیکن اس نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش جیسے ہی دروازے سے گزرا دوسرے نے دیوار سے لگے ہوئے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔ ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ بائیں جانب ایک تختہ سرکا اور دروازہ بند ہو گیا۔

آواز پر بالی اس کی طرف مڑا۔

"کیوں۔۔۔یہ کیا حرکت ہے"؟ وہ غرایا۔ "میں نے تم سے جانے کو کہا تھا"؟۔

"ایسی خوبصورت عورت کی موجودگی میں باہر جا کر مکھیاں ماروں گا"۔ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اوہ، یہ ہمت۔۔۔تو ہوش میں ہے یا نہیں؟۔ کس سے باتیں کر رہا ہے"؟۔

"ایک ایسے گدھے سے، جو خوبصورت عورتوں کو صرف اپنی جاگیر سمجھتا ہے"۔

"کیا بکتا ہے"؟۔ بالی حلق پھاڑ کر دہاڑا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور بھی نکال لیا۔ اور اسے جنبش دے کر بولا۔" نقاب ہٹاؤ"؟۔

نقاب پوش نے فوراً ہی تعمیل کی۔ بالی نے پلکیں جھپکائیں۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔

"تم کون ہو"؟۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پولیس، تمہارا کھیل ختم ہو گیا بالی۔۔۔قانون کے نام پر ریوالور نیچے گرا دو۔ میں حکم دیتا ہوں"۔

"حکم۔۔۔ہاہا۔۔۔" بالی نے ریوالور کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ پھر آنکھیں نکال کر دہاڑا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ"

"یہ ناممکن ہے۔۔۔میرے ہاتھ صرف مجرموں پر اٹھنا جانتے ہیں"۔

"تو پھر میں تمہیں ماری ڈالوں گا۔۔۔مگر۔۔۔تم جزیرے کی پولیس سے تو نہیں تعلق رکھتے"۔

" گستاپو۔۔۔۔۔پیرس۔۔۔ "اجنبی نے جواب دیا۔

"ہاہا۔۔ "بالی نے قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی فائر بھی جھونک مارا۔ لیکن وہ آدمی تو کمرے کے دوسرے گوشے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

بالی نے اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور اس بار جھنجھلاہ میں پے در پے تین فائر کیے لیکن اجنبی نے ایسی اچھل کود مچائی کہ بالی کو پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑنی پڑیں۔ اجنبی دیوار سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ریوالور میں اب دو ہی کارتوس باقی بچے تھے اور بالی کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔ دو کارتوس میں سے صرف ایک ہی اس کے لیے کارآمد ثابت ہوسکتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو الیکٹرک لیمپ کے بلب پر فائر کر کے کمرے میں اندھیرا کر سکتا تھا۔ اس طرح اسے بھاگ نکلنے کا موقع مل جاتا لیکن اس کی عقل ہی خبط ہوگئی۔ اس نے وہ دونوں کارتوس بھی اجنبی پر ضائع کر دیئے۔

اور ٹھیک اسی وقت جب وہ خالی ریوالور اجنبی پر کھینچ مارنا چاہتا تھا جولیا نے اس کی کمر پر ایک زور کی ٹھوکر رسید کی اور وہ منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔

شاید فائروں کی آوازیں اسی کمرے تک محدود رہی تھیں ورنہ دوسرا نقاب پوش یقینی طور پر ادھر آیا ہوتا۔ تہہ خانے یوں بھی ساؤنڈ پروف ہی ہوتے ہیں ہوسکتا ہے اسے خصوصیت سے ساونڈ پروف بنانے کی کوشش کی گئی ہو"۔

" اٹھنا بیکار ہے بالی"۔ اجنبی نے کہا۔ "بہتر یہی ہے کہ یہ حسین عورت ابھی تم سے کچھ اور محبت کرے"۔

بالی نے لیٹے ہی لیٹے اجنبی پر چھلانگ لگائی۔ لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا نتیجے کے طور پر بالی کو پھر منہ کے بل فرش پر آنا پڑا۔ اتنے میں دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنٹی بجی۔ لیکن بالی اس سے لاپرواہ ہو کر تازہ حملے کی تیاری کرنے لگا۔ اجنبی اس وقت بند دروازے کے سامنے تھا اور اس کی نظریں بالی پر جمی ہوئی تھیں۔

یک بیک دروازے کا تختہ سرکا اور ایک اور نقاب پوش نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اجنبی کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ دونوں فرش پر گرے۔ دوسری طرف سے بالی بھی ٹوٹ پڑا۔

جولیا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرے نقاب پوش کی آمد کا علم اسے بھی نہ ہوسکا تھا ورنہ وہ اجنبی کو ہوشیار کر دیتی۔

اب اسے توقع نہیں تھی کہ اجنبی کو سنبھل سکے گا کیونکہ بالی بھی اس پر ٹوٹ پڑا تھا اور اجنبی دونوں کے نیچے تھا۔ جولیا کی دانست میں وہ دونوں اسے پیچھے ڈال رہے تھے۔

یک بیک اس نے بالی کی کراہ سنی اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اجنبی کے نیچے نظر آیا وہ اس کے سینے پر سوار ہوگیا تھا اور دوسرے نقاب پوش کو ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ جولیا کو اس کا اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ ہوا کیسے تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دوسرے نقاب پوش کو اچھال دیا جو دیوار سے ٹکرا کر کسی چوٹ کھائے ہوئے بھینسے کی طرح ڈکرایا تھا۔

پتہ نہیں اب اس میں دوبارہ اٹھنے کی سکت نہیں رہی تھی یا خوامخواہ اٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ بیہوش ہی ہوگیا ہو کیونکہ اس کا سر بہت زور سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔

اس کے بعد وہ بالی کو رگڑتا رہا۔ بالی اٹھ جانے کے لیے انتہائی زور صرف کر رہا تھا لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

"لڑکی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی"؟۔ اجنبی نے جولیا سے کہا۔ "سینڈل اتارو اور شروع ہو جاو"۔

جولیا جو بری طرح جھلائی ہوئی تھی سچ مچ بالی پر ٹوٹ پڑی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کنپٹی سے خون بہہ چلا۔

"ارے کیا قیمہ کر کے رکھ دو گی"؟۔ اجنبی نے آہستہ سے اردو میں کہا۔ میرے کام کا بھی رہنے دو"۔

جولیا بوکھلا کر پیچھے ہٹی اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اجنبی کو گھورنے لگی جیسے اس نے اسے تیسری جنگ شروع ہو جانے کی خبر سنائی ہو۔

اور پھر اس نے اسے پہچان لیا۔۔۔۔ یہ عمران کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا عمران جو بالی کے نقاب پوشوں میں سے ایک تھا۔

بالی کے ہاتھ پیر سست پڑتے جا رہے تھے۔ دفعتاً عمران اسے چھوڑ کر ہٹ گیا لیکن بالی نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

"تو اب وقت کیوں برباد کر رہے ہو"؟۔ جولیا جلدی سے بولی۔ " کہیں وہ واپس نہ آ جائیں"۔

" نہیں۔ وہ عمران کو ساتھ لیے بغیر واپس نہیں آئیں گے"۔ عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

بالی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔اوہ۔۔۔" اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور عمران نے خود ہی اس کا گریبان پکڑ کر اٹھا دیا۔

"ہوں۔۔۔بالی اب بتاؤ۔۔۔" اس نے کہا۔ "اگر ابھی ورزش سے جی نہیں بھرا ہو تو پھر شروع ہو جاؤ۔۔۔۔ چلو"؟۔

لیکن بالی میں شاید اب سکت ہی نہیں رہ گئی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔ "تم بہت خسارے میں رہو گے۔ یہاں کی پولیس تمہیں کسی طرح بھی نہیں چھوڑے گی۔ تم اب بھی ہمارے رحم وکرم پر ہو"۔

"سنو بالی، میں بونغا کو مرغا بنانے کا تہیہ کر کے گھر سے نکلا ہوں۔ اس لیے مجھے دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کرو"۔

"اگر تم پولیس کے سامنے بونغا کا نام لو گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ تمہارا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے کیونکہ پولیس کسی ایسے آدمی کے وجود سے واقف نہیں ہے جس کا نام بونغا ہو اور پھر تم اپنی اصلیت تو ظاہر ہی نہ کر سکو گے اس لیے تمہیں ساری زندگی جیل ہی میں گزارنی پڑے گی۔۔۔ کیا سمجھے"؟۔

"چلو" ۔عمران نے اسے میز کی طرف دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ لنگڑا بھی رہا تھا۔ شاید پیر میں موچ آ گئی تھی۔

میز کے قریب پہنچ کر پلٹا ہی تھا کہ عمران نے لپک کر اس کی گردن پکڑ لی۔

"میں ان دونوں کی اصلی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں"؟ عمران نے میز پر پڑے ہوئے بیہوش آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اصلی شکلیں"؟ بالی نے بھرائی ہوئی آواز میں دہرایا۔

"ہاں اصلی شکلیں۔۔۔تم کسی بیوقوف آدمی کو مزید بیوقوف بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔۔۔ چلو جلدی کرو۔۔۔ ان کے چہروں سے میک اپ ختم کرو۔۔۔ پتہ نہیں بونغا کے سارے ملازم تمہاری طرح گدھے ہیں یا ان میں سے کوئی عقل بھی رکھتا ہے"؟۔

"پتہ نہیں کیا بک رہے ہو۔۔۔۔۔ یہ ان کی اصلی ہی شکلیں ہیں" بالی نے کہا اور پھر عمران سے لپٹ پڑا۔ اس بار وہ جی چھوڑ کر حملہ کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے لیے تو عمران چکرا گیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ کوئی دوسرا آدمی ہو

ون اُردو خوش آمدید
پروایکٹیوز پروڈکشن

بالی نہ ہو جسے کچھ دیر پہلے اس نے کسی چوہے کی طرح رگڑ دیا تھا۔

ادھر عمران کو بالی سے الجھا چھوڑ کر جولیا بیہوش آدمیوں کی طرف متوجہ ہو گئی سب سے پہلے اس کا ہاتھ پادری آسمتھ کی داڑھی پر پڑا اور وہ بڑی با آسانی سے اکھڑتی چلی آئی۔ کمرے کے ایک گوشے میں چینی کے مرتبان میں پانی تھا۔ جولیا اسے اٹھا کر میز پر کی طرف آئی۔

پھر جلد ہی وہ کسی حد تک ان کا میک اپ ختم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن حیرت کی زیادتی کی وجہ سے اس کی آنکھیں ابل پڑ رہی تھیں۔

کیونکہ یہ صفدر اور چوہان تھے۔

اس نے مڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھا، جو ابھی تک ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ الجھن میں تھی کہ آخر عمران جلدی سے یہ قصہ ختم کیوں نہیں کر دیتا۔ اسے دوسرے نقاب پوشوں کی واپسی کا خدشہ تھا۔

یک بیک عمران نے بالی کو بھی ہاتھوں پر اٹھا لیا اور بالی بیساختہ چیخا۔ "نہیں نہیں"۔ اب اس میں مزید جدوجہد کرنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ ناک سے خون اب بھی بہے جا رہا تھا۔

عمران نے اسے بآہستگی فرش پر کھڑا کر دیا۔

"سوتزان کہاں ہے"؟۔ اس نے پوچھا۔

"جنگل میں"۔ بالی ہانپتا ہوا بولا۔ "لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔

"حالانکہ تم اسے اسی لیے پکڑ لے گئے تھے کہ میرے متعلق معلومات حاصل کرو۔ تمہیں شبہ تھا کہ وہ ملازم جس نے تم پر حملہ کیا تھا وہ میں ہی ہو سکتا ہوں۔۔۔۔ بوغا کہاں ہے"؟۔

"میں نہیں جانتا"۔

"تم بالکل احمق ہو۔ بوغا انتہائی خودغرض آدمی ہے۔ تمہیں معلوم ہوگا وہ اپنے آدمیوں کو شطرنج کے مہروں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا"۔

عمران نے ان آدمیوں کا حوالہ دیا جنہیں بوغا نے قربانی کا بکرا بنا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھانسا تھا۔۔۔۔ وہ آج بھی ہمارے ملک کے کسی جیل میں ایڑیاں رگڑ رہے ہوں گے"۔ اس نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اور ایک

دن یہی حشر تمہارا بھی ہو گا۔ بالکل یہی حشر۔۔۔۔ کیا سمجھے۔۔۔؟ میں جا رہا ہوں مجھے کوئی بھی نہیں روک سکے گا لیکن اگر میں نکل گیا تو کیا بونا تمہیں زندہ چھوڑے گا؟۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ وہ یا تو تمہیں ختم کرا دے گا۔۔۔۔ یا تم لاتوشے کی جیل می ں سڑ جاؤ گے"۔

بالی کچھ نہ بولا۔ اب وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر اکڑ وں بیٹھ گیا تھا۔

"یہ صفدر اور چوہان"۔ جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں جانتا تھا۔۔۔" عمران بولا۔ "یہ بھی محض اتفاق ہی ہے کہ اس وقت میں اس راہ پر آ لگا ورنہ یہ دونوں کچھ دیر بعد پولیس کی حراست میں ہوتے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس وقت کہاں ہو"؟۔

"میں نہیں جانتی"۔

"آمتھر کی کوٹھی والے تہہ خانوں میں اور اوپر پولیس موجود ہے۔ پروگرام یہ تھا کہ ہمیں اور کچھ اسمگل شدہ مال یہاں چھوڑ کر بھاگ جاتے اور ایسی حرکتیں کرتے کہ پولیس کو تہہ خانے کا راستہ معلوم ہو جاتا۔ ہم پکڑے جاتے لیکن پولیس کو اپنی اصلیت نہ بتا سکتے پولیس ہمیں جیل میں ڈال کر مطمئن ہو جاتی کہ پادری آمتھر کا قصہ ختم ہو گیا اور پادری آمتھر کا میک اپ ہمارے لیے مزید الجھنیں پیدا کر دیتا پولیس یہ سمجھتی کہ کوئی نامعلوم آدمی پادری آمتھر کے بھیس میں انہیں شروع ہی سے دھوکا دیتا رہا ہے اگر ہم اپنی اصلیت بتاتے تو ہماری حکومت اور حکومت فرانس کے تعلقات خراب ہو جاتے یہی ایک نکتہ ایسا تھا جس کی بنا پر بونا نے اتنی زحمت مول لے کر ہمیں یہاں لانے کا پروگرام بنایا تھا اگر اس کام کے لیے کسی اور کو پھانستا تو وہ بونا اور اس کی تنظیم کا نام ضرور لیتا۔ یا اگر وہ اس سے لاعلم ہوتا تو خود اس کے متعلق چھان بین کر کے پولیس مطمئن ہو ہی سکتی لیکن ہم اپنا اتا پتہ کیا بتاتے۔ ہم اگر بونا کا نام لیتے بھی تو اپنے متعلق کیا بتاتے ظاہر ہے کہ اس طرح بونا کا کام نکل جاتا اور ایک دشمن بھی کم ہوتا۔۔۔۔ لیکن اب یہ بالی۔۔۔۔ جگہ لے گا آمتھر کی۔۔۔"

"نہیں نہیں"۔ بالی یک بیک اپنا سر اٹھا کر بولا۔ "تم ایسا نہیں کر سکو گے"۔

"ابھی بتاتا ہوں کہ یہ میرے لیے کتنا آسان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں اس کمرے میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ میں تمہیں بیہوش کر دوں گا اور سوتر اں کا پتہ مجھے۔۔۔۔ یہ بتائے گا۔ عمران نے بیہوش نقاب پوش کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مجھے اس جگہ یقینی طور پر پہنچائے گا جہاں تم نے سوتراں کو روک رکھا ہے سوتراں کی بیٹی پولیس کو اطلاع دے چکی ہے کہ سوتراں غائب ہے اور اس سے تمہارا جھگڑا ہوا تھا۔ سوتراں تمہاری قید سے رہا ہو کر سیدھا پولیس اسٹیشن جائے گا اور پولیس کو ایک دلچسپ کہانی سنائے گا۔ یہی کہ وہ آج شام کو اپنی کشتیوں کی دیکھ بھال کر کے واپسی میں جنگل سے گذر رہا تھا کہ اس نے چند آدمیوں کو کچھ وزنی تھیلے اٹھائے ہوئے دیکھا جو ایک پتھریلی دراڑ سے گزر کر جنگل میں داخل ہو رہے تھے اور نیچے دراڑ کے قریب ایک بڑی کشتی پانی میں رکی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے سوتراں کو پکڑ لیا اور اس تہہ خانے میں لے آئے۔ یہاں پادری آسمتھ موجود تھا۔ وہ ان لوگوں پر بہت بگڑا کہ وہ سوتراں کو یہیں کیوں لائے وہیں کہیں قتل کر کے ڈال دیا ہوتا وہ انہیں برا بھلا کہتا رہا اور اسی پر اتنی بات بڑھی کہ وہ آپس میں جھگڑا کر بیٹھے کچھ آدمی آسمتھ کے موافق ہو گئے اور کچھ خائف اور ان میں لات جوتا چلنے لگا اتنی شدید لڑائی ہوئی کہ کئی زخمی ہو گئے اور سوتراں لکڑیوں کے ان کریٹوں کے پیچھے چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد شور تھما اور وہ سوتراں کے متعلق گفتگو کرنے لگے پھر کسی نے کہا شاید وہ نکل گیا اب وہ اس کے متعلق تشویش ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے آپس میں طے کیا کہ سوتراں کو پولیس تک نہ پہنچنے دیں ورنہ سب پکڑے جائیں گے۔ سوتراں نے آوازوں سے اندازہ لگایا کہ وہ سب چلے گئے ہیں پھر وہ جب کریٹوں کے ڈھیر کے پیچھے سے نکلا تو اس کی نظر آسمتھ پر پڑی جو زخمی ہو کر وہیں بیہوش پڑا رہ گیا تھا۔۔۔ اور اب چلئے حضور۔۔۔۔ وہاں اس تہہ خانے میں تو سونے کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں"۔

بالی بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ ایک دوسرے پر سختی سے جمے ہوئے تھے۔ سانس پھول رہی تھی آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں۔

عمران اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولا۔ "اور اس وقت کتنا مزہ آئے گا۔ دوست جب آسمتھ کی ڈاڑھی کی پشت سے بالی کا چہرہ طلوع ہو گا"۔

"نہیں نہیں"۔ بالی پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم لوگوں کی اسکیم تو یہی تھی کہ ہم خود ہی جال میں پھنس جائیں"۔ عمران مسکرایا۔

"لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ تم سمجھتے تھے کہ ہم سب ہی جعلی کرنسی جیبوں میں ٹھونس کر بغلیں بجاتے پھریں گے لیکن افسوس

کہ صرف بوغا کی بیٹی اور داماد ہی اس چکر میں آئے۔ تم سمجھے تھے کہ ہم بھی پکڑے جائیں گے اور اسی بدنام کوٹھی کا پتہ بتائیں گے لیکن اپنے متعلق کچھ بھی نہ بتاسکیں گے۔ تم لوگ کوٹھی سے کچھ اسمگل کیا ہوا سامان بھی برآمد کرادیتے، جو ہمارے تابوتوں میں آخری کیل ثابت ہوتا اور اس کے بعد ہی جنگل کی روحیں چیخنا چھوڑ دیتیں۔ مگر وہ بڑے شاندار ریکارڈ ہیں جن کی آوازیں لاوڈ اسپیکر سے جنگل میں منتشر کرتے ہیں۔ غالباً یہ سارا سامان جنگل ہی میں کسی غار میں ہوگا۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔؟ بہر حال جب آوازیں آنی بند ہوجاتیں تو پولیس یہی سمجھتی کہ اس نے اصل مجرموں کا قلع قمع کردیا ہے۔۔۔۔ ہے نا یہی بات۔۔۔۔ یا پھر یہ کرتے کہ ہم میں سے کسی ایک کو قابو میں کرکے اسی طرح احمق بنادیتے جیسے میرے ساتھی چوہان کو اس وقت بنایا ہے اور وہ بھی بحالت بیہوشی پولیس کی حراست میں پہنچادیا جاتا۔۔۔۔ ہاہا۔۔۔۔ لیکن اب تم تیار ہوجاؤ بالی۔ بازی الٹ گئی۔۔۔ میں اس وقت ماسٹر آف سچویشن ہوں اور یہ تمہارے آدمی تو چوہوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ بوغا نے تمہیں میرے متعلق اندھیرے میں رکھا ہے ورنہ تم کم از کم مجھ سے بھڑنے کا ذمہ ہرگز نہ لیتے"۔

"سمجھوتہ کرلو"۔ دفعتاً بالی دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ہمپ۔۔" عمران نے متفکرانہ انداز میں آنکھیں نکالیں۔ پھر ہنس پڑا۔

"بھلا تم سے سمجھوتے کی کیا صورت ہوگی اور پھر سمجھوتے کا سوال ہی کیوں پیدا ہونے لگا"۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں گا"۔

"اور دو تین دن میری میزبانی کروگے"۔ عمران مسکرایا۔

"یقیناً۔۔۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں"۔

"ابھی اور۔۔۔ اسی وقت۔۔۔۔ تمہیں میرے ساتھ پورٹ سعید چلنا پڑے گا۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا ایک اسٹیمر بندرگاہ پر موجود ہے وہ پورٹ سعید ہی کی طرف جائے گا"۔

"یہ ناممکن ہ۔ تم بندرگاہ سے اسٹیمر پر کیسے پہنچو گے"؟۔

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جنگل کے ایک بظاہر دشوار گزار حصے کی ایک پتھریلی دراڑ میں۔۔۔ تمہاری لانچ ہر وقت موجود رہتی ہے، جو جزیرے سے تین میل کے فاصلے پر اسٹیمروں سے رابطہ قائم کرسکتی ہے۔ کیا ہم لوگوں کو لانے کے سلسلے میں یہی طریقہ نہیں برتا گیا تھا"؟۔

اردو خوش آمدید
پرو ایکٹیو پروڈکشن

" مگر مجھ میں چلنے پھرنے کی سکت نہیں ہے"۔

"یہ عورت تم سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی چلے گی پرواہ نہ کرو۔ خوبصورت عورتیں تو مردوں کو بھی زندہ کر سکتی ہیں۔ دادا جان کہا کرتے تھے"۔

جولیا جو اس دوران میں برابر صفدر اور چوہان کے چہروں پر پانی کے چھینٹے دیتی رہی تھی۔ پر مسرت لہجے میں بولی۔ " یہ ہوش میں آ رہے ہیں"۔

کچھ دیر بعد بالی کو اسی پر آمادہ ہونا پڑا تھا اور چہرے پر نقاب لگائی۔ صفدر اور چوہان پوری طرح ہوش میں آ گئے تھے۔

" مگر تم میرے آدمیوں میں کب اور کیسے آ ملے تھے"؟۔ بالی نے پوچھا۔

" پہلے تم بتاؤ کہ اس وقت جولیا کو اس طرح جنگل میں پریڈ کیوں کرائی جا رہی تھی"؟۔

بالی پہلے تو اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ " تمہیں پھانسنے کے لیے۔۔۔۔۔۔مجھے یقین تھا کہ تم سوتر ان کو تلاش کرنے کے لیے ضرور نکلو گے مجھے سوتر ان کے ملازم نے جس آدمی کا حلیہ بتایا تھا اس سے میں نے اندازہ کر لیا کہ وہ تم ہی ہو سکتے ہو۔ سو ان کو اسی لیے پکڑا تھا کہ تم اسے تلاش کرنے جنگل میں آؤ"۔

اور پھر تمہارے آدمیوں۔۔۔۔۔۔نے سیٹی کی آواز سنی" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ " حالانکہ وہ میرے ہی حلق سے نکلی تھی"۔

" نہیں"۔ بالی کے چہرے سے بوکھلاہٹ ظاہر ہوئی۔

" ہونا تو گدھا ہے ہی۔۔۔۔۔تمہیں کیا کہوں۔۔۔۔۔۔" عمران مسکرا کر بولا۔ " جولیا جہاں بے ہوش پڑی تھی وہیں۔۔۔قریب ہی ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں۔۔۔میں بھی چھپ گیا۔ تم کچھ دیر بعد آپنے آدمیوں کے ساتھ آئے تھے اور تمہارے کچھ آدمی ادھر ادھر پھیل کر پولیس کی آہٹ لینے لگے تھے۔ ایک خوش نصیب میری طرف بھی آ نکلا۔۔۔بس پھر میں نے اتنی احتیاط سے اس کی گردن دبائی کہ وہ ہاتھ پیر بھی نہ پھینک سکا۔ مگر مقصد صرف اتنا بچاؤ تھا کیونکہ شاید اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا تھا کہ وہ آدمی کتنا اہم ہے۔ اہمیت پورے چہرے کی نقاب نے بڑھائی تھی۔ اگر میں نے یہ نہ محسوس کر لیا ہوتا کہ تم سب نقاب پوش ہو تو میں صرف تعاقب پر ہی اکتفا کرتا۔۔۔۔۔اور تم ڈرو نہیں۔ وہ مرا نہ ہوگا۔۔۔بہر حال صرف یہ نقاب مجھے یہاں تک لے آئی اور یہاں آج

میں نے تمہاری سوتیلی ماں سے کچھ رقم بھی قرض لی تھی۔ باروزگار ہوتے ہی واپس کر دوں گا"۔

"وہ تم ہی تھے"؟ بالی نے حیرت سے کہا۔

"ہاں کبھی کبھی مجھ سے عقلمندیاں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں"۔

" کیا تم مجھے اسی طرف سے براہ راست چلنے پر مجبور کرو گے"؟۔

" قطعی اسی طرح۔۔۔" عمران نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور کی نال اس کی بائیں پسلی سے لگا دی۔

*------*------*------*

وہ جنگل کا ایک غار ہی تھا جہاں جوزف سے ملاقات ہوئی اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ سوتران کے متعلق بالی نے بتایا کہ وہ دوسرے غار میں رکھا گیا ہے لیکن اسے علم نہیں ہے کہ اسے بالی ہی نے پکڑوایا ہے اس کے آدمی اسے غار تک اس طرح لائے تھے کہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی اور اسی طرح اسے یہاں سے نکالا بھی جائے گا تاکہ وہ نشان دہی نہ کر سکے اس نے بتایا کہ سوتران بھی اس کے لیے بہت اہم ہے حالانکہ سوتران کو اس کا علم نہیں تھا کہ وہ اکثر غیر شعوری طور پر اس کے کام آجاتا ہے اور یہ کام آنا اس طرح ہوتا ہے کہ وہ ان دونوں کے جھگڑوں میں پھنس کر دوسرے ماہی گیروں کی توجہ اس حصے سے ہٹ جاتی ہے جہاں بالی کا پوشیدہ گھاٹ ہے۔ یہ جھگڑے ایسے ہی مواقع پر اٹھتے ہیں جب گھاٹ کا راستہ بالی کی مال بردار کشتیوں کے لیے صاف نہیں ہوتا۔

بہرحال سوتران چھوڑ دیا گیا۔ لیکن عمران اس سے نہیں ملا اور ضرورت بھی کیا تھی۔ وہ یہاں خیر سگالی کے مشن پر تو نہیں آیا تھا کہ رخصت کے وقت الوداع ضروری ہوتا۔

بالی اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا۔ "اوپر کے احکامات بعض اوقات بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہیں۔ اب شاید اسکیم بدل گئی ہے۔ ابھی ابھی پیغام ملا ہے کہ موجودہ اسکیم ترک کر کے قیدیوں کو پورٹ سعید پر پہنچایا جائے۔ لہذا میں

انہیں لے کر جا رہا ہوں۔ اگر عمران نہیں مل سکا تو اس کی تلاش میری عدم موجودگی میں بھی جاری رکھنا۔۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔ اب تم سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر جاؤ"۔

ان میں سے چند ایک نے بعض امور کے متعلق مزید ہدایات طلب کیں اور رخصت ہو گئے۔ بالی تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر عمران سے بولا۔ "اب تو ریوالور جیب میں رکھ لو"۔

"جب تک تم بھی میرے ساتھ ہی اسٹیمر پر سوار نہیں ہو جاتے۔ یہ ناممکن ہے"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور اسٹیمر پر بھی ہم دونوں ہر وقت ساتھ ہی رہیں گے۔ ایک ہی کیبن میں سوئیں گے۔ تم سے کچھ ایسی ہی محبت ہو گئی ہے کہ ایک سیکنڈ کی جدائی بھی میرا کلیجہ پھاڑ کر رکھ دے گی۔۔۔ کیا سمجھے پیارے"۔

اس دوران میں عمران باقاعدہ طور پر ریوالور لیے کھڑا رہا تھا۔ بظاہر انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے جولیا، صفدر اور چوہان کو۔۔۔ کور کر رکھا ہو لیکن بالی اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس سے ذرا سی لغزش بھی ہوئی تو خود اسی کا سینہ چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔

وہ نقاب یقیناً بڑے کام کی نکلی تھی، جو عمران نے بالی کے ایک ساتھی ہی کے چہرے سے اتاری تھی۔ بالی کے ساتھی اسے اپنوں ہی میں سے کوئی فرد سمجھتے رہے اور پرسکون انداز میں رخصت بھی ہو گئے اگر انہیں ذرہ بھی شبہ ہو جاتا تو حالات کچھ اور ہوتے۔

بالی نے ایک بار پھر کوشش کی کہ عمران اسی وقت کی روانگی پر اصرار نہ کرے لیکن عمران اس سے متفق نہ ہو سکا۔

بالی نے بتایا کہ اسٹیمر کی روانگی میں ابھی دو گھنٹے کی دیر ہے اس لیے اسے کم از کم گھر تک جانے کا موقع تو ملنا ہی چاہئے۔

"لانچ ہی پر بیٹھ کر انتظار کر لیں گے"۔ عمران نے کہا۔ "ورنہ اگر کہیں تمہیں گھر پہنچ کر نیند آ گئی تو ہم پھر یتیموں کی طرح بلبلاتے پھریں گے"۔

پھر وہ سب کچھ دیر بعد اسی لانچ میں پہنچ گئے جس کا تذکرہ عمران نے کیا تھا۔ ریوالور اب بھی بالی کی کمر سے لگا ہوا تھا۔

"بونا۔۔۔" بالی بڑبڑایا۔ "حقیقتاً وہ خود غرض ہے اسے اپنے آدمیوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی"۔

" کیا ہم لوگوں کے یہاں پہنچ جانے کے بعد بھی تمہیں بونا سے کچھ ہدایات ملی تھیں "؟۔

" نہیں، مجھے اس پر بھی حیرت ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کی ----- پیام رسانیوں میں کسی دن بھی ناغہ ہوا ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے کئی دنوں سے ٹرانسمیٹر پر لاتوشے کو نہیں مخاطب کیا"۔

عمران کچھ نہ بولا۔ رات سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ یہاں پانی پر سکون تھا۔

تقریباً ڈھائی بجے اسٹیمر کی سیٹی سنائی دی اور بالی سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھوں میں ایک سفری ٹرانسمیٹر نظر آیا اور وہ کہہ رہا تھا۔ "ہیلو جی سکس ---- فائیو ------ جی سکس فائیو ---- تھری ایٹ کالنگ ---- ہیلو ------ اٹ از تھری ایٹ ----- ساتویں پوائنٹ پر رکو ---- ایمرجنسی ------ یس تھری ایٹ ---"

لانچ تیرنے لگی تھی۔ بالی ہی اسے چلا رہا تھا۔

اردو خوش آمدید

"ہمارے اس طرح نکل جانے پر تمہارا کیا حشر ہوگا"؟ عمران نے پوچھا۔

" دیکھا جائے گا۔ مجھے اس کی فکر نہیں ہے" بالی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

پرو ایکٹیو پروڈکشن

"پولیس کے ہاتھوں میں پڑنے سے کہیں بہتر ہے کہ بونا ہی کا کوئی نامعلوم ایجنٹ مجھے شوٹ کر دے ----- میں لاتوشے کا ایک معزز آدمی ہوں ---- اتنی بڑی توہین گوارہ نہیں کر سکتا کہ پولیس مجھ سے پوچھ گچھ کرے ---- یا میں عدالت کے کٹہرے میں نظر آؤں"۔

" لیکن تم اپنا پیشہ بھی نہیں ترک کر سکتے ----- کیوں "؟۔

" اب مجھے اس کے متعلق بھی سوچنا پڑے گا"۔

اسٹیمر تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔

بالی ایک بار پھر ٹرانسمیٹر ہی کے ذریعے اسٹیمر کے کپتان سے گفتگو کی اور اسے بتایا کہ وہ چند آدمیوں کو پورٹ سعید تک پہنچانا چاہتا ہے۔

اسٹیمر سے رسیوں کی سیڑھی نیچے لٹکا دی گئی۔

**** ختم شد ****